سلم الادب

کا اردو ترجمہ مع فرہنگ

برائے

افادۂ امیدواران امتحان منشی جامعہ نظامیہ و پنجاب یونیورسٹی

از فدائے قوم شیخ جان محمد گنائی لاہوری مرحوم و مغفور

حسب فرمائش

سلطان بک ڈپو روبرو دار العلوم بیرون کالی کمان حیدر آباد دکن

قیمت (۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلم الادب

کا

اردو بامحاورہ ترجمہ مع فرہنگ

حکایت ا

وصیت کرتا ہوں	او صی	جنگلی عرب	اعرابی
کھانے لگا۔	اندفع یاکل	خوان	مائدۃ
انعام	صلۃ	عبدالملک بن مروان کا وزیر تھا	حجاج

ایک گنوار آدمی حجاج کے دسترخوان پر پہنچا۔ اور اس پر کچھ حلوا بھی موجود تھا۔ اس گنوار نے اس سے ایک لقمہ کھایا تب حجاج نے کہا جو کوئی اس حلوے سے کچھ کھائیگا۔ میں اس کو قتل کر ڈالوں گا۔ پس لوگ تو باز رہے اور وہ گنوار بھی حلوا کی طرف نظر کرتا تھا اور کبھی حجاج کی طرف دیکھتا تھا، پھر کہنے لگا۔ اے امیر میں تجھے یہ وصیت کرتا ہوں کہ میرے بال بچوں سے نیکی کرتے رہنا۔ یہ کہہ کر اس نے حلوا کھانا شروع کیا تب حجاج ہنس پڑا۔ اور اس کے واسطے انعام کا حکم دیا۔

حکایت ۔ ۲

ابھی	انفا	وہ شخص جو خدا کی طرف سے احکام لائے	نبی
چناں و چنیں	کذا و کذا	گذر	مر

فخ	جال	حین	موت
منصوب	ایستادہ۔ لگایا گیا	اُذن	گوشش۔ کان

بیان کرتے ہیں کہ ایک پیغمبر صاحب کسی جگہ گئے، وہاں ایک جال لگا ہوا تھا۔ اور ایک جانور قریب اس کے بیٹھا تھا۔ جانور نے کہا کہ اے خدا کے پیغمبر اس جال لگانے والے شخص سے بھی کوئی شخص زیادہ بیوقوف ہوگا۔ کیونکہ میرے پکڑنے کیلئے اس شخص نے جال لگایا ہوا ہے حالانکہ میں دیکھ رہا ہوں راوی کہتا ہے کہ پیغمبر صاحب جال دیکھ کر چلے گئے جب واپس آئے تو دیکھا کہ وہی جانور اس کے جال میں گرفتار ہے۔ انہوں نے کہا۔ سخت تعجب ہے کہ کیا تو نے ابھی اس طرح نہ کہا تھا تو اس نے کہا اے پیغمبر خدا کی جب موت آتی ہے تو نہ کان رہتے ہیں اور نہ آنکھ رہتی ہے

حکایت ۳

اصطحب	اعرف	ساتھی بنا۔ ہمراہ ہوا	مجھ سے شور با نکال
اُغبن	قبحك الله	نقصان اٹھایا	اللہ تیرا بُرا کرے

کہتے ہیں کہ ایک شخص کسی طفیلی کے ہمراہ سفر میں گیا ایک جگہ پہنچکر اس نے کہا کہ اے بھائی جاؤ اور ہمارے لئے گوشت خرید لاؤ۔ اس نے جواب دیا۔ مجھ سے تو چلا نہیں جاتا۔ اور یہ بھی خوف ہے کہ کہیں ٹھگا نہ جاؤں۔ آخر کار وہ شخص خود گیا، اور گوشت خرید پھر اس نے کہا کہ اُٹھ اور اس کو پکا اس نے جواب دیا کہ خدا کی قسم مجھے پکانا نہیں آتا۔ چنانچہ اس نے خود پکایا پھر اس نے کہا کہ کھانا نکال لے اس نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ دیگچی میرے کپڑوں پر اُلٹ جائے۔ اس نے خود نکالا جب کھانے بیٹھا تو اس نے کہا کہ اُٹھ اور کھانا کھا اس نے کہا خدا کی قسم مجھے تیرے برخلاف کرتے ہوئے حیا اور شرم آتی ہے آگے بڑھا اور کھانا شروع کیا۔ اس شخص نے کہا کہ خدا تیرا بُرا کرے، اور کبھی تیرا پیٹ نہ بھرے تو بڑا مکار ہے۔

حکایت ۴

شریک بن الاعور۔ امیر معاویہ کے زمانہ میں ایک بڑا سردار تھا۔

دمیم	بدصورت	عوت	بھونکے
اعور	کانا	صخر	سخت پتھر
سُدت	سردار بنا تو	حرب	جنگ
کلبۃ	کتیا	سلم	صلح آشتی

شریک بن اعور ایک دن معاویہؓ کے پاس گیا اور شریک بدشکل تھا معاویہؓ نے کہا کہ شریک تو بدشکل ہے اور خوبصورت بدصورت سے بہتر ہوتا ہے تو شریک ہے اور اللہ کا کوئی شریک نہیں تیرا باپ اعور تھا اور صحیح الاعضا آدمی اعور سے اچھا ہوتا ہے پس تو کس طرح سردار قوم بن گیا اس نے کہا کہ تیرا نام معاویہ ہے اور معاویہ ایسی کتیا کو کہا جاتا ہے جو خود بھونک کر اور کتوں کو بھونکائے تو ابن صخر ہے اور صخر بڑے پتھر کو کہتے ہیں اور پتھریلی زمین سے ہموار زمین اچھی ہوتی ہے تو بیٹا حرب کا ہے اور صلح حرب سے اچھی ہے تو بیٹا اُمیہ کا ہے۔ اور اُمیہ امت کی تصغیر ہے پس کس طرح تو کل مسلمانوں کا امیر ہو گیا۔

حکایت ۵

لبّان	دودھ فروش	سوط	کوڑا
جحلۃ	ہانڈی	فتلدُ	جنے گی
اخطب	منگنی کرونگا خواستگاری کرونگا	رفس	لات ماری
قرع الباب	دروازہ کھٹکھٹانا	تبدد	بٹ گیا
جلد	مارا	أفجعتني	دردناک کرتا تو مجھے

کہتے ہیں کہ ایک رات کو حجاج ایک دودھ بیچنے والے کی دوکان پر گذرا اور اس کے پاس ایک مشک میں دودھ تھا اور اپنے آپ کہہ رہا تھا کہ اس طرح اس دودھ کو فروخت کرونگا۔ پھر ان چیزوں کی سوداگری کروں گا۔ پھر میرے لئے ایسا ہوگا اور میری حالت عمدہ ہو جائیگی۔ پھر حجاج کی دختر سے شادی کا پیغام بھیجوں گا اور اس سے نکاح کرونگا پھر اس سے بیٹا پیدا ہوگا۔

پھر ایک دن اس کے پاس جاؤں گا۔ وہ مجھ سے لڑے گی۔ پھر اس طرح اس کو ایک لات مارونگا

اس طرح اس نے ایک ٹھوکر مشک کو لگائی کہ وہ پھٹ گئی اور دودھ بہہ گیا۔ یہ حال دیکھ کر حجاج

نے دروازہ کھٹکھٹایا جب اس نے دروازہ کھولا تو حجاج نے اس کو پکڑ کر چابک کوڑے لگائے

اور کہا کہ خدا تیرا برا حال کرے اس طرح تو میری بیٹی کو ٹھکراتا۔ تو کیا مجھے صدمہ نہ پہنچتا۔

حکایت ۶

بَھْرَام	عراق کے ایک بادشاہ کا نام ہے۔	جَوَارِیْ	جمع جاریہ۔ لونڈیاں
تر شیح	تربیت دینا۔ لائق بنانا	شان	گانیوالی لونڈیاں
لساقط الحمۃ	کم ہمت۔	ان تحبنی علیہ	بیزاری ڈھونڈھے کشیدہ کرے

حکایت کرتے ہیں کہ بہرام گور بادشاہ کا ایک لڑکا تھا۔ اس نے ارادہ کیا کہ اپنی (وفات)

کے بعد سلطنت کے واسطے اسے تعلیم دے مگر اس کو ہمت کا پست اور طبیعت کا کمینہ معلوم ہوا۔ اس سلئے

چند نوجوان اور خوبصورت لڑکیوں کو اس پر مقرر کیا (اسکی محاسب ہیں) چنانچہ انہیں سے ایک

پر لڑکا عاشق ہوگیا۔ بہرام گور کو یہ خبر معلوم ہوئی اور وہ بہت خوش ہوا۔ اور جس لڑکی پر وہ

عاشق ہوا تھا اسے کہلا بھیجا کہ اس سے بیگانہ رہے اور کہے کہ میں تو اس شخص سے موافقت

کرونگی جو کہ شریف النفس بلند ہمت اور بادشاہ یا عالم ہو جب لڑکی نے اس کو اس طرح کہا

تو شہزادہ علم اور بزرگی اور ہمت کی باتوں کی طرف پھرا کہ جن بادشاہوں کو توجہ چاہیئے

یہاں تک کہ ان میں پورا اترا اور ملک کا بادشاہ ہوا بلکہ ان میں بھی اچھا تھا۔

حکایت ۷

صُرَّہ	روپیوں کی تھیلی	لِصّ	یجور
ضرب علی جیبہ	چھاپا مارا اوسکی جیب پر	استقبل	سامنے آیا۔ ملا

ایک شخص گدھا خریدنے کے واسطے درہموں کی تھیلی لیکر بازار گیا راستے میں اسے ایک اور شخص

ملا اس نے کہا۔ کہاں جاتا ہے اس نے جواب دیا۔ بازار میں گدھا خریدنے جاتا ہوں۔ کہا اس نے

تو انشاء اللہ کہہ لے۔ اس نے کہا کہ یہ موقع انشاء اللہ کہنے کا نہیں ہے۔ کیونکہ روپیہ میری جیب میں ہے اور گدھا بازار میں۔ جب بازار میں پہنچا۔ تو کسی چور نے اسکی جیب کتر لی اور روپیے اڑا لئے۔ جب واپس گھر میں آیا تو وہی شخص اس کو سامنے ملا اس نے کہا کہ کس جگہ سے آیا ہے اس نے کہا بازار سے انشاء اللہ روپے میرے چوری گئے۔ انشاء اللہ گدھا نہ خریدا انشاء اللہ اب میں مفلس رہ گیا انشاء اللہ۔ اور تم پر لعنت ہے انشاء اللہ۔

حکایت ۸

اساجر	کرایہ کیا	قفص	ٹوکرا
حمّالَ	پانڈی	قواریر	جمع قارورہ۔ شیشے

کسی شخص نے شیشوں کا ٹوکرا اٹھانے کے واسطے مزدور کیا۔ اس شرط پر کہ تین ایسی باتیں بتائے کہ جس میں مزدور کا فائدہ ہو۔ جب رستہ کے تیسرے حصہ پر پہنچے تو مزدور نے کہا پہلی بات بتاؤ اس نے کہا کہ جو کوئی تجھ سے یہ کہے کہ سیری سے بھوک اچھی ہے۔ تو مت مانیو۔ اس نے کہا بہتر جب آدھے راستے میں پہنچے تو اس نے کہا کہ دوسری بات بتاؤ۔ اس نے کہا کہ جو شخص تجھ سے کہے کہ سواری سے پیدل چلنا اچھا ہے۔ تو کبھی سچ نہ ماننا۔ اس نے کہا بہتر جب وہ شخص گھر کے دروازہ پر پہنچا تو مزدور نے کہا کہ تیسری بات بتاؤ۔ اس نے کہا کہ جو کوئی تجھے یہ کہے کہ تجھ سے بھی زیادہ احمق میں نے مزدور دیکھا ہے۔ تو کبھی باور نہ کرنا یہ سن کر مزدور نے ٹوکرا سر سے پھینکدیا اور سارے شیشے ٹوٹ گئے اور کہا کہ جو کوئی تجھ سے کہے کہ ٹوکرے میں کوئی شیشہ بچا ہے تو کبھی یقین نہ کیجیو۔

حکایت ۹

اَصفہان	ایران میں ایک پرانا شہر ہے	اسرافیل	وہ فرشتہ جو قیامت کے روز صور پھونکے گا۔
جبرائیل	وحی لانے کا فرشتہ	عزرائیل	وہ فرشتہ جو روح قبض کرتا ہے
میکائیل	رزق لانے کا فرشتہ	مضی لحال سبیلہ	وہ اپنے راہ پر چلا گیا۔

کہتے ہیں کہ ایک فقیر اصفہان کے دولتمندوں میں سے ایک شخص کے دروازہ پر آیا اور
کچھ سوال کیا اس شخص نے سُن کر اپنے غلام سے کہا کہ اے مبارک عنبر[ف] سے کہہ کہ جوہر سے کہے
اور جوہر یاقوت سے کہے اور یاقوت الماس سے کہے اور الماس فیروز سے اور فیروز مرجان
سے کہے اور مرجان اِس فقیر سے کہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے کشائش دے (یعنی اسوقت معاف کرو)
فقیر نے یہ بات سن کر آسمان کی طرف ہاتھ کھڑے کئے اور کہا کہ یارب جبرائیل سے کہہ دیجو کہ
میکائیل سے کہے اور میکائیل اسرافیل سے کہے اور اسرافیل عزرائیل سے کہے کہ وہ اس
بخیل کی جان قبض کرے۔ وہ دولتمند شرمندہ ہوا اور فقیر اپنے راہ چلا گیا۔

حکایت ۱۰

اَرِقاء	جمع - رفیق - غلام	نخالۃ	بھوسی
خاص	میدہ	منارۃ	چراغدان
خشکارا	بے چھنا آٹا	نَخاس	دَلّال
استنکف	عار ہوجانا - تنگ سمجھنا	فتیلۃ	بتی

بیان کرتے ہیں کہ ایک غلام کسی ایسے مالک کے پاس تھا جو خود خاص روٹی کھایا کرتا اور اُسے
بھوسہ ملی ہوئی روٹی دیتا۔ غلام نے اس سے انکار کیا اور مالک سے کہہ کر فروخت ہونا پسند کیا۔
پھر اس کو ایسے شخص نے خریدا۔ جو خود بھوسہ ملی ہوئی روٹی کھاتا اور اس کو محض بھوسہ دیتا
اس سے بھی اس نے فروخت ہونا چاہا۔ پھر اس کو ایک شخص نے خریدا جو خود بھوسہ کھاتا
اور اس کو کچھ نہ دیتا۔ اس سے بھی اس نے فروخت ہونا چاہا۔ اس نے فروخت کر دیا پھر اسکو
ایسے شخص نے خریدا جو خود کچھ نہ کھاتا تھا۔ (بلکہ) اس کا سر مونڈ ڈالا۔ اور رات کے وقت اسکو
اپنے پاس بٹھلا کر چراغدان کے عوض میں چراغ اس کے سر پر رکھتا پس غلام اس کے پاس
ٹھیرا رہا اور بکنے کی درخواست نہ کی۔ پھر بازار کے چوبدار نے اس سے کہا اس مالک کے پاس

[ف] عنبر وغیرہ نام جو غلاموں کے بیان کئے گئے ہیں یہ سب فرضی ہیں اور جبرئیل وغیرہ نام جو فقیر نے بیان کئے ہیں۔
یہ فرشتوں کے نام ہیں ۱۲

اس حالت پر اب تم کیوں راضی ہو گئے ہو۔ کہنے لگا میں ڈرتا ہوں کہ اب کوئی ایسا شخص خریدے کہ چراغ کے بدلہ بتی میری آنکھ میں رکھ دے۔

حکایت ۱۱

طرد	بھگاتا	لِقاح	دودھ دینے والی اونٹنی
الجاء	مجبور کرنا۔ مضطر کرنا	آشمَن	موٹا کیا
بقر	پھاڑ ڈالنا	تمکنت	طاقت ور ہو گئی

ایک قوم شکار کو نکلی ایک بجو کو ایسا بھگا دیا کہ اس نے ایک عرب کے مکان میں آکر جان چھپائی عرب نے اس کو اپنی پناہ میں رکھا اور کھلاتا پلاتا رہا۔ ایک دن عرب سویا ہوا تھا۔ بجو جھپٹ کر اس کا شکم پھاڑ کر بھاگ گیا۔ اس شخص کا چچا زاد بھائی، تلاش کرتا ہوا آیا تو اس کو اس حالت میں پایا۔ اس کا پیچھا کیا۔ اور اس کو ڈھونڈ کر مار ڈالا۔ اور اس واقع پر یہ شعر کہے ؎ جو شخص نا اہل کے ساتھ بھلا کرے گا، تو اسے وہی بدلہ ملے گا جو بجو کے پناہ دینے والے کو ملا۔ جب اس نے اس کے گھر میں پناہ چاہی تو اس کے لئے تیار کر دیا دودھ والی اونٹنیوں کا تازہ دودھ اور آنا فربہ کیا کہ جب اس نے موقع پایا تو ناخنوں اور دانتوں سے اسی کو پھاڑ ڈالا۔ پس نیکی کرنے والوں سے کہدے کہ جو ناشکرے کیساتھ بھلائی کرتا ہے۔ اسکا یہ معاوضہ ہے۔

حکایت ۱۲

تعرض	ملا	اَلَدُّ	سخت جھگڑالو
بہت	حیران ہوا	اَلَحَّ	اصرار کیا۔ دق کیا
معتوہ	مجنون و پاگل	مُتَغَشِم	ظلم کرنے والا

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ، ایک روز سوار چل رہے تھے کہ ایک شخص سے رستے میں ملاقات ہوئی۔ اس نے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور بولا اے امیر آپکے پاس

[illegible] جعفر حیران ہو گئے اور فرمایا کہ تو دیوانہ ہے

اس نے کہا نہیں خدا کی قسم۔ عبداللہ نے کہا کیا باعث ہے۔ اس نے کہا ایک سخت دشمن جو مجھے چمٹ گیا ہے۔ اس نے تکلیف دی ہے اور بہت تنگ کیا ہے مجھے اس کے ساتھ مقابلہ کی طاقت نہیں۔ پوچھا کہ وہ کون تیرا دشمن ہے۔ اس نے کہا وہ تنگدستی ہے عبداللہ نے اپنے خدمتگار کو اشارہ کیا اور کہا کہ ہزار دینار اس کو دیدے پھر اس کو کہا کہ اے اعرابی اس کو تو لے ہم جاتے ہیں اور اگر تیرا دشمن پھر آئے تو ہمارے پاس استغاثہ کرنا انشاءاللہ تیرا اور اس کا انصاف کردیں گے۔ اعرابی نے کہا۔ خدا کی قسم آپ کی مہربانی اور عنایت سے میرے پاس اس قدر ہو گیا ہے کہ عمر بھر کے واسطے دشمن کے دعووں کو رد کردوں گا غرض اس نے مان لیا۔ اور چلا گیا۔

حکایت ۱۳

صَیَارِفَۃ	جمع صیرفی۔ صراف	دانق	دانگ[1]

کہتے ہیں کہ مصر میں صراف بادشاہ کے لئے سونا اور اشرفیاں تولنے کیواسطے جامع مسجد میں اکٹھے ہوئے ایک فقیر مسجد کے گوشہ میں آکھڑا ہوا اور ایک دانق چاندی مانگا۔ انہوں نے ندیا۔ جب وہاں سے نکل گئے تو ایک تھیلی بھول گئے کہ اسمیں پانسو دینار تھے۔ فقیر نے اس کو لے لیا۔ اور زمین میں دفن کردیا۔ مالک پھر آیا اور کہا کہ اے فقیر یہاں پانسو دینار کی تھیلی بھول گیا ہوں تو نے نہیں دیکھی۔ فقیر نے کہا ہاں۔ اور تھیلی نکال کر اس کے حوالہ کی مالک نے اس کو کھولا اور پچاس دینار اس کو دئے فقیر نے کہا مجھے ضرورت نہیں تھیلی والے نے کہا تو ایک دانق مانگتا تھا۔ اب پچاس اشرفیاں نہیں لیتا۔ فقیر نے کہا کہ پہلے گدائی کی راہ سے مانگتا تھا۔ مگر اب نہیں لیتا کیا میں دین کو دنیا کے بدلہ بیچ ڈالوں۔

حکایت ۱۴

کسریٰ	نوشیروان اور دیگر ایران کے بادشاہوں کا لقب ہے۔

[1] ۔ دانگ چھ رتی کا ہوتا ہے۔

هَرِم	بوڑھا پھوس	عاص	سال اعوام جمع

شرح مقامات میں لکھا ہے کہ کسریٰ نوشیروان ایک بوڑھے کے پاس سے گذرا جو زیتون
کا درخت لگا رہا تھا (نوشیروان نے) کہا یہ دن تیرے زیتون بونے کے نہیں کیونکہ یہ درخت مدت
کے بعد پھیلتا ہے اور تو بڈھا پُرانا ہے۔ اس نے کہا کہ اے بادشاہ جو لوگ ہم سے پہلے ہوئے انہوں
نے لگائے اور ہم نے کھائے اور ہم لگائیں گے تو اور کھائیں گے۔ بادشاہ نے کہا (زہ) آفرین اور
اس کا قاعدہ تھا کہ جس شخص کے حق میں یہ کلمہ کہتا تھا اسے چار ہزار درم بلا کرتے تھے وہی
اُسے دئے گئے۔ پھر بوڑھا بولا۔ اے بادشاہ دیکھا کہ میرا پودا کیسا جلدی پھل لایا۔ بادشاہ
نے کہا (زہ) اور حسب قاعدہ چار ہزار دینار دئے۔ پھر اس نے کہا اے بادشاہ ہر ایک
درخت سال بھر میں ایک دفعہ پھل لاتا ہے اور میرا درخت دو دفعہ پھل لایا ہے۔
نوشیروان نے پھر کہا (زہ) اور اتنے دینار اور دئے گئے۔ آخر نوشیروان چل دیا۔ اور کہا
کہ چلے آؤ۔ اگر ہم ٹھیریں گے تو جو کچھ ہمارے خزانہ میں ہے وہ اس (کے لطیفوں کے
لئے) کافی نہ ہوگا۔

حکایت ۱۵

قرود	بندر	عود	لکڑی
یَرَاعَۃ	کرم شب تار۔ ہندی جگنو	لا ینحنی	نہیں ٹیڑھی ہوتی
حشیش	خشک گھاس	اصطلاء	آگ سے گرم ہونا سینکنا

کہتے ہیں کہ بندروں کی ایک جماعت کسی پہاڑ میں رہتی تھی۔ سرد رات اور مینہ اور ہوا کے باعث
انھوں نے چاہا کہ آگ سینکیں مگر کوئی شئے دستیاب نہ ہوئی۔ ایک جگنو نظر پڑا جو آگ کے چنگارے
کی طرح چمک رہا تھا۔ انہوں نے کچھ گھاس جمع کیا اور اس پر ڈالا اور اس کو پھونکنا شروع
کیا۔ تاکہ آگ سلگے۔ قریب ہی ایک جانور درخت پر بیٹھا تھا (اور ان کو دیکھ رہا تھا۔ وہ ان
کو سمجھانے لگا۔ اور اس نے کہا کہ اس کے پیچھے مت پڑو۔ جو چیز تم کو چمکتی دکھائی دیتی ہے۔

آگ نہیں ہے پھر اس نے ان کے پاس آنے کا ارادہ کیا۔ کہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں۔ اس سے ان کو منع کرے ایک شخص اس طرف سے نکلا اور کہا کہ جو چیز سیدھی نہ ہو سکے۔ اس کے سیدھا کرنے میں کوشش نہ کر۔ کیونکہ جو لکڑی مڑ نہیں سکتی۔ اس کی کمان نہیں بن سکتی۔ جانور نے اس شخص کی بات نہ مانی۔ بندروں کی طرف بڑھا کہ یہ جگنو ہے۔ آگ نہیں ہے۔ ایک بندر نے اس کو پکڑ لیا اور فوراً مر گیا۔

حکایت ۱۶

طرسوس	بحر شام کے کنارہ پر ایک شہر ہے	صاحب الشرط	کوتوال بلدہ
اسکندریہ	بحر روم کے کنارہ پر ایک شہر ہے	انفلت	بھاگ گیا
شرطہ	پولیس	سرب	سرنگ۔ تہ خانہ

طرسوس علیہ الرحمہ اللہ نے اپنی کتاب سراج الملوک میں یہ حکایت لکھی ہے کہ اسکندریہ میں ایک عجیب اتفاق ہوا۔ کہ وہاں کے حاکم کا ایک خدمت گار بھاگ کر چند روز غائب رہا ایک دن سپاہیوں کے افسر نے اسے پکڑا۔ اور حاکم کے گھر اس کو لے گیا۔ وہ کہیں راستہ میں پھر اس کے پنجہ سے بھاگا۔ اور اپنے تئیں کوئیں میں ڈال دیا۔ اس میں ایک سرنگ تھی۔ یہ اس میں برابر چلا جاتا تھا۔ رفتہ رفتہ پھر ایک روشن کنواں نمودار ہوا۔ غلام اس میں نکلا دیکھا کہ وہی کنواں حاکم کے گھر میں ہے۔ جب باہر نکلا تو حاکم نے اس کو پکڑ لیا۔ اور سزا دی اس سے یہ مثال چلی قضائے سخت سے بھاگنے والا تلاش کرنے والے ہاتھوں میں لوٹتا رہتا ہے اور کہنے والے نے کیا خوب کہا شعر جب تو تقدیری امور سے خوف کرتا ہے۔ اور ان سے بھاگتا ہے۔ تو گویا ادھر ہی رُخ کئے جاتا ہے۔

حکایت ۱۷

صنیعہ	زمین جو سیر حاصل ہو	وَهَبَ	بخش دیا
اَسْوَد	کالا آدمی حبشی	اَعْتَقَ	آزاد کردیا

کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر اپنی زمین کی طرف گیا ایک قوم کی کھجوروں کے باغ کے پاس اُترا اور اس میں ایک حبشی غلام کام کرتا تھا۔ باغ کی دیوار میں ایک کتا داخل ہوا۔ غلام نے اس کو ایک روٹی ڈالی کتا اس کو کھا گیا۔ پھر دوسری ڈالی اس کو بھی کھا گیا۔ پھر تیسری ڈالی اس کو بھی کھا گیا اور عبداللہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا اس نے پوچھا اے غلام تیری روزانہ کیا خوراک ہے غلام نے جواب دیا۔ جو آپ نے دیکھی ہے، فرمایا پھر تو نے کتے کو اپنے نفس پر کیوں ترجیح دی ہے! غلام نے کہا اس سرزمین میں کتے نہیں ہوتے دور کی مسافت سے بھوکا آیا ہے مجھے اس کا خالی جانا بُرا معلوم ہوا ہے۔ عبداللہ بن جعفر نے کہا۔ آج تو کیا کرے گا۔ کہا آج کے دن اللہ کے واسطے بھوکا رہوں گا۔ پھر عبداللہ بن جعفر نے اپنے دل میں کہا۔ کہ مجھے لوگ میری سخاوت پر ملامت کریں یہ غلام مجھ سے زیادہ سخی ہے۔ پس غلام کو مع باغ اور فصیل اور کھجوروں اور باقی درختوں کے جو اس میں لگے تھے خرید لیا۔ اور غلام کو آزاد کر کے اس کو بخش دیا۔

حکایت ۱۸

تعال	آؤ	لِیَضَا یَحَا	دونوں غل مچانے لگے
قطائع	بکریوں کے ریوڑ	تخاصما	جھگڑنے لگے
ذماب	بھیڑیئے	صبّت اللہ دمی	خدا میرا خون بہائے
ویحک	افسوس	سخف	حماقت بیوقوفی

راستہ میں دو بیوقوف ہم سفر ہوئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ آؤ اپنی اپنی خواہشیں بیان کریں کہ باتوں میں راستہ خوب کٹتا ہے۔ ایک بولا میں تو خدا سے بکریوں کا گلہ چاہتا ہوں کہ اس کے گوشت اور دودھ سے نفع کماؤں۔ دوسرے نے کہا میں تو بھیڑیوں کا گلہ چاہتا ہوں۔ اُن کو تیری بکریوں میں چھوڑوں۔ کہ کوئی چیز نہ چھوڑیں۔ اس نے کہا افسوس حق صحبت [illegible] غل مچانے اور جھگڑنے لگے۔ اور لڑائی نے خوب زور پکڑا

اور پتھر اور مکے سے (ایکدوسرے کو) زدوکوب کیا۔ اور گریبان پکڑ لیا۔ آخر اس طرح پر رضامند ہوئے کہ جو شخص پہلے سامنے آئے وہ ثالث اور منصف ہو۔ اتنے میں ایک بڈھا دو گدھے لئے ہوئے سامنے آیا کہ ان پر شہد کی دو مشکیں لادی تھیں۔ دونوں نے اپنی بات اس سے کہی بڈھے نے دونوں مشکیں اتار کر ان کے منہ کھول دئے۔ کہ دونوں کا شہد بہ گیا۔ پھر بولا۔ کہ اگر تم دونوں احمق نہ ہو تو خدا اسی طرح خون بہائے۔ مگر میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بڈھا دونوں سے زیادہ احمق تھا جس نے اپنی مشکوں کا یہ حال کیا جو اس کی بے عقلی پر دلالت کرتا ہے مثل ہے کہ جب احمق کسی کو فائدہ پہنچانا چاہتا ہے تو اپنا نقصان کر لیتا ہے۔

حکایت ۱۹

موصل ۔ نام شہر	تنھب ۔ نہب سے معنی لوٹنا۔

تین طفیلی شہر موصل میں آئے۔ اور راستہ میں نانبائیوں کے بازار میں گزر ہوا ایک نانبائی کی دوکان میں گئے ایک نے کہا کہ ایک درم کا کھانا مجھے دو۔ اور دوسرے نے بھی یہی کہا اور تیسرے نے بھی یہی کہا۔ پس نانبائی نے کھانا نکالا۔ اور انہوں نے کھایا جب کھانے سے فارغ ہوئے تو ایک نے چلنے کا ارادہ کیا نانبائی نے کہا درم تو دے اس نے کہا کیا ظلم کرتا ہے۔ تو کیا مجھ سے دو دفعہ قیمت لینا چاہتا ہے۔ نانبائی شور و غل مچانے لگا۔ کہ افسوس تو مجھے لوٹنا چاہتا ہے۔ دوسرے نے کہا۔ سبحان اللہ جب میں نے درم دیا تھا۔ تو اس کے بعد اس نے دیا تھا نانبائی نے کہا تو بھی ویسا ہی ہے جب تیسرے کو نانبائی نے دیکھا تو وہ رو رہا تھا۔ نانبائی نے کہا تو کیوں روتا ہے۔ اس نے کہا میں کیوں نہ روؤں۔ ان دو بزرگواروں کا حق تو نکل گیا انہوں نے مجھ سے پہلے دیا تھا۔ نانبائی نے اپنا سر پیٹ لیا۔ اور بازار والے اس کو ملامت کرنے لگے طفیلی ہنستے ہوئے چلے گئے۔ اس کو کچھ ہاتھ نہ آیا اور روتا رہ گیا۔

حکایت ۲۰

اودع ۔ امانت رکھا	اخطمت ۔ اٹھالے گیا۔

ودیعة	امانت	نبتلة	نہضی
جزذان	چوہے چھچھوندریں	اس دو علے	مجھے واپس دے

نقل کرتے ہیں کہ ایک سوداگر نیک بخت آدمی تھا۔ کسی طرف کو اس نے نکلنے کا ارادہ کیا اور اس کے پاس سو من لوہا تھا۔ اپنے بھائیوں میں سے ایک کے سپرد کیا اور سفر میں چلا گیا جب سفر سے واپس آیا تو اس کے پاس گیا۔ اور اپنا مال مانگا اس کے بھائی نے کہا اس کو تو چوہے کھا گئے اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ اس کے دانتوں سے کوئی چیز زیادہ تیز نہیں ہوتی وہ شخص اپنے دل میں اس بات سے بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد سوداگر وہاں سے نکلا اور اس کے لڑکے کو ملا۔ اس کو پکڑ لیا۔ اور اپنے گھر اس کو لے گیا۔ دوسرے دن اس شخص کے پاس پھر گیا۔ اس نے کہا کہ کیا تم کو میرے لڑکے کی کچھ خبر ہے سوداگر نے کہا کہ کل جب میں تمہارے گھر سے نکلا تھا۔ تو ایک باز کو میں نے دیکھا تھا۔ کہ کسی لڑکے کو جھپٹا مار لیا تھا شاید وہ تمہارا لڑکا ہو۔ وہ شخص ڈھائیں مار کر رونے لگا اور چلایا کہ یارو تم نے کبھی دیکھا ہے یا سنا ہے کہ باز بچوں کو جھپٹا مار کر لیجائیں۔ سوداگر نے کہا جس زمین کے چوہے لوہا کھاتے ہیں۔ اس کے بازوں کے لئے کچھ تعجب نہیں۔ کہ ہاتھیوں کو اٹھا لے جاویں۔ اس نے کہا کہ تیرا لوہا میں نے کھایا ہے۔ اس کی قیمت لے اور میرا لڑکا مجھے واپس دے۔

حکایت ۲۱

حسنین رض	امام حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ،	ارتحال	کوچ کرنا
		فحل	جمع فحل۔ نر۔ سانڈ
خباء	خیمہ	رعاة	جمع راعی۔ چرواہا

کہتے ہیں حسنین رضی اللہ عنہما مکہ شریف سے مدینہ کی طرف چلے اور عبداللہ بن جعفر اور ابوحبۃ الانصاری رض ان کے ہمراہ تھے راستہ میں مینہ برسنے لگا۔ ایک اعرابی کے خیمہ میں پناہ لی اور اس کے پاس تین دن رات اقامت کی یہاں تک کہ بارش تھم گیا۔ اور ذبح کیا ان کے واسطے

(بکرا) جب وہاں سے رخصت ہوئے تو عبداللہ بن جعفر نے اعرابی کو کہا۔ اگر مدینہ آئے تو ہم سے کچھ مانگنا۔ چند سال کے بعد وہ اعرابی محتاج ہو گیا۔ اس کی عورت نے اس کو کہا کاش تو ان جوانوں کے پاس جاتا۔ اعرابی نے کہا میں تو ان کے نام بھول گیا ہوں۔ اس کی عورت نے کہا ابن الطیار سے پوچھ لے۔ پھر وہ اس کے پاس گیا۔ اس نے کہا ہمارے سردار حسن رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرو۔ وہ ان سے ملا۔ اور انہوں نے ایک سو اونٹنی مع ان کے نر دوں اور چرواہوں کے دینے کا حکم دیا۔ پھر امام حسینؓ کے پاس آیا اور انہوں نے کہا۔ ابو محمد نے اونٹوں کی تکلیف سے ہم کو کفایت کی اور ایک ہزار بکری دینے کا حکم دیا۔ پھر عبداللہ بن جعفر کے پاس گیا۔ اور انہوں نے کہا میرے ہر دو بھائیوں نے اونٹ اور بکریوں سے کفایت کی پس انہوں نے ایک لاکھ درم دینے کا حکم دیا پھر ابوحیا کے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ جیسا انہوں نے دیا ہے۔ ویسا میرے پاس نہیں۔ مگر تو اپنے اونٹ میرے پاس لا۔ تاکہ سوکھے کھجوروں سے بھر دوں۔ پھر اس اعرابی کی اولاد ہمیشہ تک دولتمند رہی۔

حکایت ۲۲

اسکندر	نام بادشاہ مقدونیہ	غانیات	ڈومنی
تجسدت	مجسم بن گئی	مثالت	ستار
جلباب	چادر	غیاہب	تاریک رات
شمائل	خصائل	باھر	روشن

کہتے ہیں کہ اسکندر اول کے واسطے تین صورتیں حسن کی چادر اور شان و شوکت کے لباس میں تین پتلیاں بن گرائیں پہلی صورت حسن و خوبی کے کپڑے پہنے ہوئے ایسے خوش نما طریقہ سے اس کے پاس آئی کہ دل اور عقل کو چھین لیا۔ اسکندر نے اس کو اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا میں مال ہوں اسکندر نے کہا کہ اگر تو ہرجائی نہ ہوتی تو اچھی تھی۔ پھر دوسری صورت اسی ناز اور وقار کے لباس میں بڑے ناز و انداز سے آئی

اسکندر نے اس کو بھی اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا کہ میں عقل ہوں
اسکندر نے کہا کہ اگر تو بعض جگہ بیکار نہ ہو جاتی تو البتہ خوب تھی۔ پھر تیسری صورت آئی کہ
اس کو مراسینیں (ستار) بجاتے ہوئے لائی تھیں۔ اس کے جمال سے خواہشمندوں کے چہرے
چمک اُٹھے اور اس کی آمد کی برکت سے اندھیرے روشن ہو گئے۔ سکندر دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا
ہوا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور کہا کہ اے خوبصورت شکل تو کون ہے۔ اس نے کہا
میں خوش قسمتی ہوں سکندر نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو خدا کی مہربانی ہے اور
خلقت کے اختیار کی میزان ہے۔ افسوس ہے اس پر جس نے تیرے آنے کی حق کو نہ
جانا اور سخت خوش قسمت وہ آدمی ہے کہ جب اس کو تیری خلافت سپرد ہوئی تو اس کا حق
پورا اُتارا پھر اس سے عہد کیا کہ مددگار رہے اور اس کی میزان کے مطابق حکم کرے چنانچہ
اسکندر ہمیشہ امن میں رہا۔ یہاں تک کہ خدا کے احسانات میں انتقال کیا۔

حکایت ۲۳

وفد علی الامیر	امیر کے پاس آیا	یُعْیِیْنِی	مجھے عاجز کر دیتا ہے تھکا دیتا ہے
خلۃ	افلاس	لا یُعَنِّیْنِی	نہیں رنج دیتا ہے مجھ کو
اسراف	فضول خرچی	جَبَهْتُهٗ	میں نے ماتھے پر مارا

کہتے ہیں کہ ہشام بن عبدالملک کے پاس عروہ بن اذینہ آیا اور اپنی تنگدستی کی شکایت کی
اس نے کہا یہ تیرا کلام نہیں۔ شعر۔ اسراف میری عادت نہیں اور بیشک جو میرا مقسوم ہے وہ
میرے پاس آیا چاہتا ہے میں اس کے لئے محنت کرتا ہوں تو تلاش مجھے درماندہ کرتی ہے اگر
بیٹھ رہوں تو بلا مشقت میرے پاس آئے اور تحقیق حجاز سے شام تک رزق کی تلاش میں آیا۔
پس اس نے کہا کہ اے امیر المومنین تو نے نصیحت کی اور حد تک پہنچا دی اور جو کچھ زمانہ نے
بھلا دیا تھا وہ مجھے یاد کرا دیا۔ وہ اسی وقت نکلا اور اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور اسباب
اس پر لاد کر حجاز کو کوچ کیا۔ جب رات آئی اور ہشام اپنے فرش پر سویا تو عروہ کو

یاد کیا اور کہا قریش میں سے ایک شخص میرے پاس آیا۔ میں اس سے سختی سے پیش آیا
اور ناکام اس کو واپس کیا۔ جب صبح ہوئی تو ہزار دینار اس کو بھیجدئے۔ قاصد نے مدینہ میں جاکر
اس کا دروازہ کھٹکھٹایا اور مال اس کے حوالہ کیا۔ عروہ نے کہا میری طرف سے امیر المومنین
کو سلام عرض کرنا اور کہنا کہ کیوں دیکھا۔ میری بات کو جب محنت اٹھائی تو ناکام پھرا اور جو
میرا مقسوم تھا وہ میرے گھر پہنچ گیا اور خدا اس کو خوش رکھے جس نے یہ شعر کہا شعر جو تھوڑا
رزق پائے اس پر صبر کر ڈرتا رہ اور بڑے بڑے ارادوں پر اصرار نہ کر۔ دریا کا پانی تب
تک صاف بہتا۔ جبکہ تھوڑا ہوتا ہے اور گدلا اس وقت ہوتا ہے جب طغیانی آتی ہے۔

حکایت ۱۴

ابی ذکریا البصری	بصرہ کے ایک مشہور عالم تھے	یفرد	بھنبھانے لگا۔
مرافقۃ	سفر کے ساتھی	توادد	دل
شجن	غم	تنفس نفساً	ایک سانس کھینچی

ابو بکر صوفی نے ابو ذکریا بصری سے حکایت کی ہے اس نے کہا کہ قبیلہ قریش کے ایک شخص
نے بیان کیا ہے۔ کہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ حج کو گیا۔ ہم رستے سے ایک طرف کو پھرے تاکہ
نماز پڑھیں اتفاقاً ایک غلام ہمارے پاس آیا اور کہا کہ تم میں کوئی بصرہ کا باشندہ بھی ہے ہم نے کہا
ہم سب بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ غلام نے کہا کہ میرا آقا اسی جگہ کا رہنے والا ہے اور تم کو بلاتا ہے
ہم سب ان کے پاس گئے کہ وہ ایک پانی کے چشمہ پر اترا ہوا ہے۔ ہم اس کے گرد بیٹھ گئے۔
اس کو ہماری آہٹ معلوم ہو تو اس نے آنکھ اٹھا کر دیکھا اور وہ ضعف کے مارے دیکھ نہیں
سکتا تھا۔ اس نے یہ شعر پڑھے سہ اے وطن سے دور افتادہ اپنی تکلیف پر تو آپ ہی
روتا ہے۔ جب کوچ کا خیال جب زیادہ ہوتا ہے تو بدن میں بیماریوں کا زور ہوتا ہے
پھر دیر تک وہ بیہوش رہا اور ہم اس کے گرد بیٹھے رہے اتنے میں ایک جانور آیا اور
جس درخت کے نیچے تھا۔ اسی درخت پر بیٹھ کر سر دو کہنا شروع کیا۔ پس میں نے آنکھ کھولی

اور جانور کے سرود کو سننا شروع کیا۔ پھر یہ شعر پڑھے سہ دل کی تکلیف اور بھی زیادہ کر دی
اس جانور نے جو درخت کی ٹہنی پر بیٹھا رو رہا ہے جس غم نے مجھ کو ناتوان کر دیا اسی نے اس کو
بھی ناتوان کیا ہے کہ روتا ہے۔ ہم دونو اپنے گھر بار کو روتے ہیں۔ پھر اس نے ایک ٹھنڈی
سانس بھری اور معاً اس کی جان نکل گئی۔ ہم اس جگہ رہے اور اس کو غسل دیا اور تجہیز و تکفین
کرکے اس پر جنازہ پڑھا جب اس کے دفن سے فارغ ہوئے۔ غلام سے اس کا حال پوچھا
اس نے کہا کہ یہ عباس بن اضعف ہے اور اس کی وفات ۱۹۳ھ ہجری میں ہوئی۔

حکایت ۲۵

سفر کے لئے کسے ہوئے	مُحْدَجَۃً	لوگوں پر قحط پڑا	اَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ
جُدائی	بَیْن	اقرار نامہ	اَشْہَاد
قحط	مَحْل	جمع جمل۔ اونٹ	اجمال

نقل ہے کہ ایک آدمی ابن عبید اللہ کا ہمسایہ تھا۔ اتفاقاً عراق میں ایسا قحط پڑا کہ
بہت آدمی وہاں سے نکل گئے، اس کے ہمسایہ نے بھی وہاں سے کوچ کر جانے کا ارادہ کیا۔
اسکی ایک بیوی تھی کہ وہ سفر نہیں کر سکتی تھی۔ خاوند کو جب سفر کی تیاری میں دیکھا۔ بولی کہ
تیرے چلے جانے کے بعد ہمارے خرچ کا کون متکفل ہوگا اس نے کہا کہ ابن عبید اللہ پر کچھ میرا
قرض نکلتا ہے اور میرے پاس اس کا شرعی اقرار نامہ موجود ہے وہ اقرار نامہ لے کر اس کے
پاس جانا وہ پڑھ کر جو کچھ کہ اس پر قرض ہے وہ خرچ دیگا۔ اور پھر میں آجاؤں گا۔ پس اس نے
ایک ورق کاغذ کا بیوی کے حوالہ کیا اور اس میں یہ شعر لکھے اور سفر کو چلا گیا۔ اسکی عورت
چند روز کے بعد ابن عبید اللہ کے پاس گئی جو کچھ خاوند نے اس کو کہا تھا اس کو بیان کیا۔
اور سفر کا حال کہا اور قو اس کے پیش کیا جب ابن عبید اللہ نے پڑھا تو اس میں یہ شعر
لکھے تھے سہ جب عورت نے اونٹوں پر ہودج کسے ہوئے دیکھے اور دیکھا کہ جس کی
شکایت سے اور جو کرتا ہے۔ انہیں فراق نے آلیا۔ اللہ اور ابن عبید اللہ مولا تیرا ہے ابن عبید اللہ

نے پڑ کر کہا کہ تیرا خاوند سچا ہے اور ہمیشہ اس کو خرچ دیتا رہا اور اس پر مہربانی اور
کرتا رہا یہاں تک کہ اس کا شوہر آگیا اور اس کے فضل اور احسان کا شکریہ ادا کیا۔

حکایت ۲۶

ابن جوزی	ایک مشہور عالم	گرع فی اللبن	دودھ میں منہ ڈال دیا۔
ربّاہ	اُسے پالا تھا	مج	تھوکا
متنزہات	سیرگاہ	الکلب رابض یرحظ	کتا بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا
نسی ان یغطیہٗ	اس کو ڈھانپنا بھول گیا	تناثر لحمہ	اس کا گوشت پھٹ گیا

کتے کی دانائی کی ایک حکایت ابن جوزی نے ذکر کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض اکابر ایک قبرستان
میں گذرے اتفاقاً ایک قبر پر نظر پڑی جس پر لکھا تھا یہ کتے کی قبر ہے پس اس نے گاؤں والے سے ایک
بوڑھے کو پوچھا اس نے کہا یہاں ایک عظیم الشان بادشاہ تھا۔ اور اس نے ایک کتا پرورش
کیا تھا کبھی اس سے جدا نہیں ہوتا تھا۔ بادشاہ ایک دن اپنی سیرگاہ کی طرف نکلا اور باورچی کو کہا کہ
ہمارے واسطے دودھ میں روٹی بھگوو۔ پھر باورچی کے پاس دودھ لائے اور وہ اسکو ڈھانکنا بھول گیا
پس کسی سقف سے ایک بڑا سانپ نکلا۔ اور اس نے دودھ میں منہ ڈال دیا اور روٹی میں
اپنا زہر ڈال دیا اور کتا برابر دیکھتا رہا۔ اور کسی طریقہ سے سانپ تک نہ پہنچ سکا۔ جب بادشاہ
شکار سے آیا تو غلام کو کہا کہ وہ بھگوئی ہوئی روٹی لاؤ جب روٹی بادشاہ کے پاس رکھی گئی تو
کتا دھاڑیں مار کر جھگڑنے لگا۔ بادشاہ اس کا مطلب نہ سمجھا اس میں سے کچھ روٹی کتے
کو ڈال دی کتے نے اس کو نہ کھایا اور بادشاہ کی طرف دیکھتا رہا جب بادشاہ لقمہ اپنے
منہ میں ڈالنے لگا۔ تو وہ لقمہ جھپٹ کر کھانے میں ڈال دیا اور اس میں اپنا منہ ڈال کر
پی گیا۔ اور اسی وقت گر کر مر گیا اور اس کا گوشت پھٹ گیا۔ شاہ کو کتے سے سخت تعجب ہوا
اور کہا کہ اس کتے نے ہم پر جان قربان کی اس لئے ہم پہ اس کا معاوضہ ضروری ہے۔
میرے سوائے اس کو کوئی نہ اٹھائے اور نہ دفن کرے پس آپ ہی بادشاہ نے اس کو اٹھایا

اور آپ ہی دفن کیا۔ اور اس پر یہ قبر بنایا۔

حکایت ۲۷

عَلیُ ابن سَعید	ایک بہت بڑے عالم کا نام ہے	مَرْوع	خوف زدہ
ھَارون رشید	نام بادشاہ	قَصْبَةَ	کانا
بھلول المجنون	ایک خدا پرست کا نام	عَفْتَ	پاک دامن رہا
ظھر الکوفة	کوفہ کے باہر	وَلیٰ ھادبا	اُلٹے پاؤں بھاگا۔

علی بن سعید کندی نے یہ حکایت بیان کی ہے کہا اس نے رشید حج کو گیا جب شہر کوفہ کے پیچھے پہنچے تو کیا دیکھتا ہے کہ بہلول سودائی ایک کانے پر سوار ہے اور پیچھے اس کے لڑکے ہیں اور دوڑا جاتا ہے رشید نے پوچھا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ بہلول دیوانہ ہے اس نے کہا کہ میں اس کو ملنے کی خواہش رکھتا ہوں اس کو بلاؤ۔ مگر اس طرح کہ وہ ڈرے نہیں لوگوں نے اس کو جا کر کہا کہ چل تم کو امیر المومنین بلاتے ہیں۔ بہلول اسی کانے پر سوار دوڑا آیا۔ پس رشید نے کہا السلام علیکم یا بہلول اس نے کہا وعلیکم السلام یا امیر المومنین اس نے کہا کہ میں تیرا بڑا اشتاق تھا۔ اس نے کہا مجھے تو تیرا اشتیاق نہیں تھا۔ رشید نے بہلول سے کہا کچھ مجھے نصیحت کرو۔ بہلول نے کہا میں کیا نصیحت کروں۔ یہ ان کے محل ہیں اور یہ ان کی قبریں ہیں۔ رشید نے کہا کہ کچھ اور کہو کیا خوب بات کہی۔ کہا اے امیر المومنین جس کو رشید مال اور محل بخشے اور وہ محل کے ساتھ بچا رہے اور مال سے لوگوں کیساتھ بھلائی کرے۔ اس کا نام دیوان الابرار میں لکھا جاتا ہے رشید نے سمجھا کہ یہ کچھ چیز مانگتا ہے اس نے کہا ہم نے حکم دیا ہے کہ تمہارا قرضہ بیباق کیا جائے اس نے کہا ہرگز قرض سے قرضہ ادا نہیں ہوتا حقداروں کا حق دے اور اپنا قرض اپنے نفس سے ادا کر۔ رشید نے کہا ہم نے حکم دیا ہے کہ تیرا کچھ وظیفہ مقرر ہو جائے۔ بہلول نے کہا کہ امیر المومنین خدا ایسا نہیں ہے کہ تجھے دے اور مجھے بھول جائے پھر وہ الٹے پاؤں بھاگا اور ایک روایت میں ہے کہ جاتا تھا اور گاتا جاتا تھا۔

پس اس کے پیچھے آدمی بھیجا کہ وہ کیا گاتا ہے پس وہ پڑھتا تھا۔ دنیا کی حرص چھوڑ دے اور عیش کی طمع نہ کر۔ مال جمع نہ کر کیونکہ تو نہیں جانتا ہے کہ کیوں جمع کر رہا ہے رزق کا معاملہ تقسیم ہو چکا ہے بدظنی سے کچھ فائدہ نہیں۔ وہ شخص فقیر ہے جس کو حرص ہے اور جو قانع ہے وہ غنی ہے۔

حکایت ۲۸

سَہلُ بن زیاد	نام ایک بزرگ	لسعی	دوڑا
عَلی بن عیسیٰ	ایک بہت باخدا بزرگ	مَاءِ مثلُوجٍ	برف والا پانی
نفی الی مکۃ	مکہ کی طرف جلاوطن کیا گیا	مَسجدالحرام	خانہ کعبہ
کدناتلف	قریب تھا کہ ہلاک ہو جائے	تقسوت	قوت بنایا

خبر دی ہے سہل بن زیاد قطان صاحب علی بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اس نے کہ میں علی بن عیسیٰ کے ہمراہ تھا۔ جب وہ مکہ کی طرف نکالا گیا۔ ہم سخت گرمی میں وہاں آئے اور قریب تھا کہ جان سے گذر جائیں کہا اس نے علی بن عیسیٰ نے طواف کیا اور سعی کی اور جب آیا تو گرا دیا اپنے آپ کو اور وہ گرمی اور تھکن سے مردہ کی طرح تھا اور سخت بیقرار ہوا اور کہا کہ خدا سے التجا ہے کہ وہ برف پانی دیوے۔ پس میں نے اس کو کہا کہ اے سردار تیری خدا مدد کرے آپ جانتے ہیں کہ یہ چیز تو یہاں مل نہیں سکتی اس نے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہے مگر دل ایسا چاہتا ہے اور اس کو قابو میں نہ کر سکا میں نے دل کی آرزو کہکر اپنا دل خوش کر لیا۔ کہا اس نے میں اس کے پاس سے گیا۔ اور مسجد حرام کی طرف آیا۔ میں اس میں ابھی داخل نہیں ہوا تھا۔ کہ ایک بادل کا ٹکڑا اگاڑھا ہو گیا۔ اور بجلی چمکنے لگی اور برابر سخت بادل گرجنے لگا۔ پھر تھوڑا سا مینہ برسا اور اولے پڑنے لگے۔ پس میں لڑکوں کی طرف بڑھا اور ان کو کہا کہ ان کو جمع کرو۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے بہت جمع کئے اور بہت سی تھیلیاں بھر لیں اور اہل مکہ نے بھی بہت جمع کئے سہل کہتا ہے کہ علی بن عیسیٰ اس دن روزہ دار تھا۔

مغرب کا وقت تھا۔ کہ وہ بھی مسجد حرام میں آیا میں نے کہا خدا کی قسم تو اقبال والا ہے۔ اب بد اقبالی دور ہوگئی اور یہی اقبال کی نشانیاں ہیں پس پی برف کو جس طرح تو نے مانگی تھی سہل کہتا ہے کہ میں قسم قسم کے شربت اور ستو۔ اولے پڑے ہوئے بڑے بڑے پیالوں میں بھر کر اس کے پاس مسجد میں لایا وہ آگے آیا جو جو اس کے پاس صوفی اور مجاور اور غریب لوگ تھے ان کو پلاتا تھا۔ اور دیگر منگاتا تھا۔ ہمارے پاس جس قدر تھا۔ اس سے لا کر دیتے تھے میں اس سے کہتا تھا۔ کہ تو بھی پی وہ کہتا تھا کہ لوگ پی لیں سہل کہتا ہے کہ ہم نے پانچ رطل چھپا رکھے اور اس کو کہدیا کہ اب کچھ نہیں اس نے کہا الحمد للہ۔ افسوس ہے کیوں نہ میں نے اپنی مغفرت کے لئے آرزو کی بجائے برف کے شاید وہ قبول ہو جاتی۔ جب گھر میں آیا تو میں نے قسم دی کہ کچھ اس سے پیئے دیر تک منت کرتا رہا تب تھوڑے سے ستو اس نے پیئے اور باقی رات کو کھانے میں آئے۔

حکایت ۲۹

ضیزن بن معاویہ	ایک بہت بڑا سردار تھا	عَنْوَةً	زبردستی۔ زور سے
دجلۃ	نام دریا	عَرَسَ بھا	اس سے شادی کرلی
فرات	نام دریا	شین	عیب۔ بُرائی

کہتے ہیں کہ ضیزن بن معاویہ بن قضاعہ دجلہ اور فرات کے درمیان بادشاہ تھا اور اس جگہ اس کا ایک قصر بڑا مضبوط تھا۔ کہ جس کو سبق کہتے تھے ملک اس کا شام تک پہنچا ہوا تھا۔ اس نے سابور ذی الاکتاف کے شہر کو غارت کیا اور ملک فتح کر کے سابور کی ہمشیرہ کو بھی لے لیا اور بہت لوگوں کو اس میں قتل کر ڈالا۔ پھر سابور نے لشکر جمع کیا اور ضیزن کی طرف چلا چار سال فوج لئے ہوئے قلعہ پر قائم رہا کچھ حاصل نہ ہوا کہتے ہیں کہ نضیرہ بنت ضیزن جو کہ حسن و جمال میں مشہور تھی کسی کام کے واسطے قلعہ سے نکلی۔ سابور بھی خوب صورتی میں مشہور تھا۔ اس نے اس کو دیکھا اور اس نے اس کو وہ اس پر عاشق ہوگیا۔

اور وہ اس پر عاشق ہوگئی۔ اور اس نے سابور کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر تجھے ایسی تدبیر بتاؤں کہ قلعہ فتح ہوجائے اور میرے باپ کو قتل کرڈالے تو مجھ سے کیا سلوک کریگا اس نے کہا جو تیرا دل ہو۔ اس نے کہا کہ ایک قمری لے اور ایک لڑکے کے خون سے اس پر یہ طلسم لکھ پھر اس کو چھوڑ دے وہ شہر کی دیوار پر بیٹھے گی اور تمام شہر اس طرح ویران ہوجائے گا۔ اور یہ ایسا طلسم تھا۔ کہ سوائے اس کے اور کوئی قلعہ کو توڑ نہیں سکتا تھا۔ سابور نے یہی کیا اور دھاوا کیا اور اس نے کہا کہ میں پہرے والوں کو شراب پلادونگی اور جب وہ نشے میں ہوجائیں گے تو ان کو قتل کردینا اس نے ایسا ہی کیا اور شہر خراب ہوگیا۔ اور اس نے بزور شمشیر قلعہ فتح کیا اور ضیزن کو قتل کرڈالا اور اسکی بیٹی نضیرہ کو پکڑلیا اور اس سے شادی کی جب اس کے پاس گیا تو تمام رات بچھونے میں تڑپتی رہی اور بچھونا ریشمی تھا۔ اور ریشم ہی اس کے اندر بھرا ہوا تھا۔ جب تلاش کیا کہ یہ کیا چیز تھی تو معلوم ہوا کہ گلاب کی پتی اس کے پیٹ میں چمٹ گئی تھی اور اس کا نشان پڑگیا تھا۔ اور کہتے ہیں کہ ایسی نازک تھی کہ ہڈیوں کا گودا دکھائی دیتا تھا مگر سابور نے پھر اس سے فریب کیا اور اس کو قتل کرڈالا کہتے ہیں کہ ایک شخص کو حکم دیا اور وہ ایک سرکش گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کی چوٹی دم میں باندھ کر گھوڑے کو دوڑایا کہ نضیرہ کے بدن کی بوٹی بوٹی ہوگئی جس طرح اس نے اپنے باپ کے ساتھ دغا کی تھی۔ دیکھو دغا کی بدانجامی اور اس کی خرابی یہ ہوتی ہے۔

حکایت ۳۰

عمر بن عبدالعزیز	نام خلیفہ بنی امیہ	اسن منک	جو تجھ سے عمر میں بڑا ہے
وفود	قاصد	د زیتہ	مصیبت۔
حدث السن	نو عمر	اصلح اللہ	اللہ امیر المومنین
ـ	ـ	امیر المومنین	کے ساتھ بھلا کرے۔

حکایت ہیکہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوا تو ہر شہر سے (مبارکباد) لوگ آئے اور حجازی لوگ بھی

آئے ان میں سے ایک لڑکا گفتگو کرنے کے واسطے آگے ہوا۔ اور وہ نو عمر تھا عمر نے کہا مناسب ہے کہ تجھ سے بڑی عمر کا گفتگو کرے لڑکے نے کہا کہ امیر المومنین کو خدا اصلاحیت دے۔ تحقیق آدمی چھوٹا ہوتا ہے۔ اپنے دل اور اپنی زبان سے۔ جب خدا بندے کو زبان متکلم اور دل ذکر کرنے والا عطا کرے تو وہ کلام کا مستحق ہوتا ہے اور جو شخص اسکی گفتگو کو سنے وہ اسکی نصیحت کا قائل ہوجاتا ہے اور اگر عمر کا لحاظ ہوتا تو جو اس امت میں آپ سے بڑے ہیں وہ خلافت کے زیادہ مستحق ہوتے عمر نے کہا اے لڑکے تو نے سچ کہا ہے اب کہہ گیا مطلب ہے تیرا لڑکے نے کہا خدا امیر المومنین کو دوست رکھے ہم مبارکباد عرض کرنے کے واسطے آئے ہیں مصیبت کے واسطے نہیں آئے اور ہم خدا کے احسان سے جس نے ہم پر تیرے خلیفہ ہونے کے باعث احسان کیا ہے تیرے پاس آئے ہیں ترتیب اور ترغیب کے باعث نہیں آئے ترغیب تو اس لئے نہیں کہ ہم تیرے باعث اپنے شہروں میں آگئے جو اصل مطلب تھا۔ اور خوف اس واسطے نہیں کہ ہم تیرے عدل کے باعث تیرے ظلم سے بیخوف ہیں۔ پھر عمر نے کہا کہ اے لڑکے کوئی مجھے نصیحت کر۔ لڑکے نے کہا کہ خدا امیر المومنین کو اچھا کرے کثرت سے ایسے لوگ ہیں جن کو خدا کے حلم اور امیدوں کے طول اور لوگوں کی خوشامد نے ان کو دھوکے میں ڈالا جس کے باعث ان کے پاؤں پھسل گئے بیشک وہ لوگ آگ میں داخل ہوں گے۔ اس واسطے تم کو بھی خدا کا حلم اور امیدوں کے طول اور لوگوں کی خوشامد دھوکہ میں نہ ڈالے جس کے باعث تیرا قدم پھسل جائے اور تو ان لوگوں سے مل جائے۔ خدا کرے کہ ان لوگوں سے نہ ہوئے اور خدا تیرا اس امت کے نیک لوگوں کے ساتھ حشر کرے پھر وہ خاموش ہوگیا۔ عمر نے اس کی عمر پوچھی تو وہ گیارہ سال کا تھا۔ پھر اس کی نسب پوچھی تو وہ حسینؓ ابن علیؓ ابن ابی طالب کی اولاد سے تھا۔ رضی اللہ عنہ۔

حکایت (۳۱)

شفاۃ	جمع ثقہ۔ معتبر آدمی	تبرم	دل تنگ ہونا۔ دوری اختیار کرنا

ابو عبادہ اقتضاب	ایک بہت بڑے شاعر کا نام فی البدیہہ شعر کہنا	اِطلال ضَجَر	جمع طلل۔ پہاڑ کا ٹیلہ تنگی

معتبر لوگوں نے ابو عبادہ بحتری کی زبانی یہ حکایت بیان کی ہے۔ کہا اس نے مجھے لڑکپن سے شعر گوئی کا شوق تھا اور طبع سلیم کی طرف رجوع کیا کرتا تھا اور اس کے آسان کرنیکا وقوف اور فی البدیہہ کہنے کا طریقہ نہ تھا۔ آخر کار میں ابو تمام کے پاس گیا اور سب سے قطع کر لیا اور اسی کے بیان پر بھروسہ کر لیا۔ پہلے اس نے مجھے بھی بتایا کہ ابو عبادہ شعر گوئی کے واسطے خاص ایسا وقت مقرر کرو کہ جس وقت فکر اور تردد کم ہو تو بالکل بخت ہو اور یہ سمجھ لو کہ عادت کی بات ہے جب انسان کچھ تالیف کرنے کا یا کچھ یاد کرنے کا ارادہ کرے تو سب وقتوں سے صبح کا وقت پسند کرے کیونکہ اس وقت نفس اپنے آرام کا حصہ اور نیند کا حق لے چکتا ہے اور غذا کا نقل بھی ہلکا ہوتا ہے۔ اور ہر قسم کے گرد و غبار سے ہوا صاف ہوتی ہے شور و غل تھمے ہوتے ہیں ہوائیں لطیف ہوتی ہیں۔ قمریاں سرور کرتی ہیں اور جب تالیف میں شروع ہو غنون کرے ساتھ شعر کے کیونکہ غنون میدان شعر کا ہے۔ جسمیں چلتے ہیں اور معانی کی توضیح میں بہت کوشش کرے اور اگر عشقیہ شعر کہنے کا ارادہ ہو تو نقطہ نازک اور سیدھے سادے استعمال کر اور زیادہ تر سوز عشق درد و غم بیقراری اشتیاق آتش فراق کا بیان کر۔ ہلکے ہلکے جھونکے ہوا کے اکھانے قمریوں کی خوش الحانی چمکتی ہوئی بجلیاں دہکتے ہوئے ستارے ناصحوں کے ہاتھ سے دل تنگی۔ ٹیلوں پر ٹھیرنا۔ جب کسی امیر کی تعریف کرنی منظور ہو تو اس کی بزرگی شمار کر اور بزرگیاں ظاہر کر اور ارادوں سے خوف کر اور بہتری پر رغبت دلا۔ جو مطالب کہ معلوم ہوں سمجھ میں نہ آئیں ان سے پرہیز کر اور خبردار اپنے شعر کو نکمی باتوں اور بے محاورہ لفظوں سے خراب نہ کرنا الفاظ اور معنی اور کلام کے مرکب کرنے میں مناسب رکھنا اور اس طرح ہو جائے جیسا کہ درزی ٹھیک بدن کے مطابق کپڑے کا اندازہ رکھتا ہے اور جب دل

تنگ ہو جائے تو جان کو آرام دے اور اس وقت کام کرو جب کہ دل فارغ البال ہو اور
اس وقت شعر بناؤ جبکہ دلمیں خواہش پیدا ہو کیونکہ دل کی خواہش شعر بنانے میں بڑی مدد کرتی
ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اول جو استاد گذرے ہیں ان کے کلام کو دیکھ کر سیکھو۔ جس بات کو
علما نے اچھا کہا ہے اس کو پکڑ لو اور جس کو انہوں نے بُرا کہا ہے اُس سے کنارہ کرو۔

حکایت ۳۲

ابن خلکان	نام عالم ۔ نام کتاب	فالکسر فی المال الخلیفۃ	خلیفہ کے مال میں گھاٹا پڑ گیا
فضل ابن یحیٰ البرمکی	ہارون رشید کا وزیر اعظم	ثلاثۃ الاف الاف	۱۳۰۰۰۰۰ لاکھ
منصور مہدی	دونوں خلیفہ بغداد تھے	منافرۃ	دشمنی
تبسم	غرور	محملۃ	لائے ہوئے

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ لوگوں نے فضل بن یحیٰ برمکی کے بیٹے کو کہا کہ تجھ میں
خصلت سخاوت بہت عمدہ ہے۔ اگر بُرائی کی خصلت نہ ہوتی۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے
سخاوت اور تکبر خمرہ بن عمارہ سے حاصل کیا ہے کیونکہ میرا والد فارس کے ملک کا عامل تھا اور
خلیفہ کی مالگزاری سے مال لوٹ گیا اور تیس لاکھ درم میرے والد پر بقایا رہا جس کی وصولی کی کوئی
وجہ اس کو معلوم نہ تھی اور عمارہ اور میرے والد کے مابین نسب کے فخر کی گفتگو ہوا کرتی تھی میں ابھی
لڑکا تھا کہ مجھے والد نے کہا کہ تو عمارہ کے پاس جا اور اس سے اس قدر درم قرض لے میں اسکے
گھر میں گیا۔ تو دیکھا کہ اپنے محل میں مسند پر بیٹھا ہے اور اس کا رخ دیوار کی جانب ہے اور فخریہ
اسطرح نشست کرتا تھا میں محل کے نیچے کھڑا ہوا اور سلام کیا۔ میرے سلام کا جواب اس نے
نہ دیا۔ تاہم میں نے اپنا قصہ بیان کیا۔ اس نے کہا دیکھیں میں افسوسناک وہاں سے نکلا اور میں نے ارادہ کر لیا
کہ اب اپنے باپ کے پاس جاؤنگا جس نے مجھے ذلیل کرایا ہے۔ پھر بعد ایک ساعت کے میں آیا دروازہ پر
خچریں لدی ہوئی دیکھیں اور لوگوں نے کہا کہ عمارہ نے مال روانہ کیا پس میں والد کے پاس گیا۔
اور اس کو خبر دی۔ پھر ہم تھوڑی مدت ٹھیرے اور میرے باپ والی مقرر کیا گیا۔

اس نے یہ مال میرے حوالہ کیا اور کہا کہ عمارہ کے پاس لے جاؤ میں اس کے پاس مال لیکر آیا اور پہلی شکل پر اس کو بیٹھا پایا۔ میں نے اس کو سلام کہا۔ اس نے میرے سلام کا جواب نہ دیا میں نے اس کو مال پہنچنے کی اطلاع دی اس نے کہا۔ افسوس ہے میں تیرے والد کا اصراف تھا۔ میرے پاس سے چلا جا۔ تجھے خدا برکت نہ دے وہ سب تیرا ملک ہے۔ میں وہاں سے چلا آیا باپ کے پاس مال واپس کر دیا باپ نے کہا۔ اس میں سے دس لاکھ تو لے لے اور بیس لاکھ میرے واسطے رہنے دے پس میں نے عمارہ کے بخشش اور تکبیر سکھا ہے اور یہ واقعہ ہمدی کے ایام میں ہوا ہے۔ اور اس نے جس شخص کو میرے باپ سے مال لینے کے واسطے روانہ کیا تھا اس کو کہدیا تھا۔ کہ اگر آج ہی مال دیدے تو بہتر ورنہ اس کا سر کاٹ کر میرے پاس لاؤ اور ہمدی میرے باپ پر خفا تھا۔ اور عمارہ مذکورہ اولاد عکمہ غلام ابن عباس سے ہے اور وہ منصور کا کاتب تھا۔ اور بڑا متکبر۔ فخر کرنے والا۔ سخی صاحب بلاغت اور فصاحت اور ایک حشم تھا اور منصور اور اس کا بیٹا ہمدی اس کو اپنا پیشوا بتاتے تھے اور اس کی فصاحت اور بلاغت کے باعث اس کی خود برداشت کرتے تھے اور ان کے وقت بڑے بڑے عہدے دئے گئے۔

حکایت ۳۳

ضمرہ	ایک بڑا مشہور بہادر گذرا ہے	حلیلۃ	بیوی
اسدی	کہلایا گیا	حلس	چٹائی بوریہ
ازدری	حقیر جانا	الکلب الھرار	بھونکنے والا کتا
للہ ابوک	اللہ تیرے باپ کا بھلا کرے	قرطست	تیرا تیر نشانہ پر لگا

نقل کرتے ہیں کہ ضمرہ اسدی لوگوں کے واسطے بڑا قتل کرنے والا اور بہادروں سے لڑنیوالا تھا۔ اور باوجود اس کے بہت لاغر اور پست قامت تھا کہ آنکھیں اسکو دیکھ نہیں سکتی تھیں اس نے عرب کے بہت لوگوں کو قتل کیا پھر نعمان بن منذر لخمی نے اس کے بہت سے رصدگاہ بنائے اور انعام مقرر کئے حتیٰ کہ ان باتوں نے اس کو عاجز کر دیا۔ اس کو اپنی ماں کی بابت لکھا

اور ایک سو اونٹ اپنے آنے پر ارسال کئے جب ضمرہ حاضر ہوا اور اس کو دیکھا تو اس کی
بدصورتی کے باعث نعمان اس کو دیکھ نہ سکا اس کو حقیر سمجھا اور اس کا معاملہ ناچیز جانا
اور کہا کہ تو ہی ضمرہ اسدی ہے جس کے افسانہ اس طرح مجھے پہنچے ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔
لقمان نے کہا معیدی کا سننا اس کے دیکھنے سے اچھا ہے اور یہ مثال اسکی نسبت کہی۔ ضمرہ نے
کہا کہ ملامت باز رکھ بیشک آدمی دو چھوٹی چیزوں دل اور زبان سے ہے اگر لڑتا ہے تو دل
سے لڑتا ہے اور اگر بولتا تو زبان سے بولتا ہے آدمی پیمانوں سے ناپے نہیں جاتے اور نہ میزان سے
تولے جاتے ہیں۔ نعمان کو یہ بات پسند آئی اور کہا خدا تیرے باپ کا بھلا کرے تو معاملات کو کس طرح
سوچتا ہے کہا جو ان میں بل دار ہوتا ہے اس کا بل کھولتا ہوں اور جو کھلا ہوتا ہے اس کو بٹ کر
مضبوط کرتا ہوں اور جہاں تک اس کو دوڑاتا ہوں کہ خود دوڑنے لگتا ہے اور کوئی ایسا شخص
نہیں جو انجام کو نہ سوچتا ہو۔ نعمان نے کہا کہ عجز ظاہر اور فقر حاضر کس کو کہتے ہیں اس نے کہا کہ
ہاں میں انہیں باتوں کے لائق ہوں۔ عجز ظاہر وہ جوان مرد ہے جو کم ہمت ہو۔ ہر وقت
بیوی کے پاس رہتا ہو۔ اسی کی بات سنے اور اسی کے گرد پھرتا رہے جب وہ غصہ ہو تو
اس کو راضی کرے اور اگر راضی ہو تو اس پر قربان ہوئے خدا کرے کوئی شخص ایسا نہ ہو اور
نہ کوئی عورت ایسا لڑکا جنے۔ اور فقر حاضر سے مراد وہ شخص ہے کہ جس کا جی نہ بھرے اگر کھیونا
تک سنہری ہو۔ نعمان نے کہا کہ مرض لاعلاج اور بڑا الکلمرا کس کو بولتے ہیں اس نے کہا
مرض لاعلاج جوان بیوی ہے بے چھوری زبان دراز لڑاکو جو ناحق غصہ ہو اور بے سبب ہنستی
ہو۔ عیب اس کا ظاہر ہے اور باطن اس کا اندیشہ ناک ہے۔ شوہر کا دل کبھی خوش
نہ ہو۔ مال سے آرام نہ ہو۔ اگر نادار ہو تو ناداری سے جان ہلاک کرے۔ خدا ایسی بیوی
سے خاوند کو نجات دیوے اور اس کی قوم کو اس سے فائدہ نصیب نہ ہو اور بڑا الکلمرا
وہ بُرا ہمسایہ ہے کہ اگر تو اس کے سامنے ہو تو گالیاں شروع کرے اور اگر گفتگو
کرے تو الزام لگائے اگر تو درد کرے تو تھپڑ مارے اگر تو اس پر بُرا کہے تو خراب و ذلیل کرے

جب تیرا ہمسایہ ایسا ہو تو اپنا گھر اس کے واسطے خالی کر دے۔ اور جلد اس سے بھاگ
گھر کے لئے بخیلی کرے گا۔ تو تو ذلت اور رسوائی میں خوش باش اور کتا بھونکا بن جائے گا۔
نعمان نے کہا خدا کی قسم تیرا تیر نشانہ پر لگا۔ اس کو اچھا انعام دیا اور اس کو چھوڑ دیا۔

حکایت ۴۴

مُستجاد	ایک کتاب کا نام ہے	قھرمان	حاکم مراد۔ داروغہ
محسنۃ فی الغناء	گانے میں بہت لائق	مُنشدۃ	از انشاد شعر پڑھا
عرضھا للبیعُ	فروخت کیلئے پیش کیا	وِلدان	بمعنے غلمان

یہ عجیب نقل کتاب المستجاد سے لکھی جاتی ہے کہ ایک دولتمند صاحب نعمت سے زمانہ برگشتہ
ہوا۔ اس کے پاس خوبصورت ایک لونڈی تھی جو نہایت عمدہ گاتی تھی دونوں کا حال تنگ
ہوا اور بیقراری سخت ہوئی کیونکہ کھانے کے واسطے ان کے پاس کچھ نہیں رہا تھا۔ جوان
نے کہا دیکھتی ہے کہ ہمارا کیا حال ہو گیا ہے قسم اللہ کی تیرے لئے میں مرجاؤں اور تو تیرے
ساتھ بہت آسان ہے اگر تجھے مناسب ہے تو ایسے شخص کے ہاتھ تجھے بیچ ڈالوں کہ تجھ سے
اچھا سلوک کرے اور جس مصیبت میں تو ہے وہ رفع ہو جائے اور شاید جو کچھ قیمت ملے
اس سے میرا ہاتھ بھی کشادہ ہو جائے اس نے کہا خدا کی قسم میرے نزدیک تو اسی حالت میں
تیرے پاس مرنا غیر کے پاس جانے سے بہتر ہے اگرچہ بادشاہ کیوں نہ ہو اور لیکن جو تیرے
دل میں ہے کہا اس نے پس وہ نکلا اور اس کی فروخت کے لئے پیش کیا بعض دوستوں
نے اس کو مشورہ دیا کہ اس کو ابن معمر امیر عراق کے پاس لے جائے وہ اس کے پاس لے گیا۔
اور جب اس کے آگے پیش کی تو اس کو پسند آئی اور اس کے آقا کو کہا کتنے کو تو نے
خریدی تھی اس نے کہا ایک لاکھ درم کو اس کے بعد اور اور اس پر بہت مال خرچ کیا ہے
یہاں تک کہ اب اُستاد بن گئی ہے امیر نے کہا جو کچھ تو نے اس پر خرچ کیا ہے اس کا
حساب نہیں کیونکہ تو نے اپنی لذت کے لئے خرچ کیا تھا۔ مگر قیمت کی بابت ہم نے حکم دیا ہے

پس یہ لاکھ درم اور دس گٹھریاں کپڑوں کی اور دس گھوڑے اور دس غلام (تیری تندی) تو راضی ہے اس نے کہا ہاں اللہ امیر کو خوش رکھے پس حکم کیا مال کا اور حاضر کیا گیا اور دار وغہ کو حکم دیا کہ لونڈی کو حرم سرائے میں لیجاوے لونڈی پردہ پکڑ کر روئی اور یہ شعر پڑھے جو مال تیرے ہاتھ آیا تجھے مبارک ہو میرے پاس تو سوائے تیری یاد کے اور کچھ نہیں رہا دل درد میں گرفتار رہے اور میں دل سے کہتی ہوں کہ خواہ زیادہ ہو اور یا تھوڑا بہرحال دوست جدا ہو گیا جب رات کا موقع تیرے قابو میں نہ ہو اور سوائے صبر کے کوئی چارہ نہ ہو تو صبر کر۔ مالک اس کا رویا اور ان اشعار میں اس کا جواب دیا۔ اگر میرا لفصیب تجھ سے کوتاہی نہ کرتا تو کوئی چیز موت کے سوائے مجھے اور تجھے جدا نہ کرتی خیراب معذور رکھ تیرے درد جدائی سے غمناک جاتا ہوں اور دل مضطرب سے آہستہ آہستہ اس کی باتیں کرتا ہوں۔ خدا تجھے سلامت رکھے اب میری اور تیری ملاقات نہ ہوگی اور وصل نہ ہوگا مگر ہاں ابن معمر اگر چاہے تو ہو جائے ابن معمر نے کہا مجھے تو منظور ہے تجھے خدا اس میں برکت دیوے اس کو پکڑ لے اور جو کچھ تجھے ملا ہے وہ بھی لے پس اس نے لونڈی کو لیا اور غلام اور گھوڑے اور کپڑے سمیٹے واپس آیا تو اس کا اچھا حال تھا اللہ ابن معمر پر رحم کرے اور اس کو جنت الخلد کے اعلیٰ محلات میں داخل کرے ساتھ لونڈیوں اور حوروں کے۔

حکایت ۳۵

خب	دغاباز۔ مکار	طرف ثوب الشیخ	بوڑھے کے کپڑے کا پلو
مُغفّل	بیوقوف	اضطرام	آگ بھڑکانا
یتواری	چھپ جائے	افتضاح	رسوا ہونا

نقل کرتے ہیں دو شخص تھے ایک کا نام خب اور دوسرے کا نام مغفل تھا وہ تجارت کرنے میں شریک ہوئے کسی راستہ میں جا رہے تھے کہ لاکھ دینار کی تھیلی ملی جب اسکو اٹھا لیا تو دونوں نے شہر میں واپس آنے کا ارادہ کیا یہاں تک کہ واپس شہر میں آئے جب قریب شہر کے پہنچے اور تقسیم کرنے کے واسطے بیٹھے تو مغفل نے خب کو کہا نصف روپیہ آپ لے اور نصف مجھے دیدے

اور خُب نے اپنے دل میں ٹھان لیا تھا کہ کل روپیہ لونگا اس نے کہا تقسیم نہیں کرنا چاہیئے
کیونکہ شرکت میں دل کی صفائی رہتی ہے لیکن جس قدر ضرورت ہے اتنا لیں اور باقی روپیہ اس
درخت کے جڑ میں دفن کر دیں کیونکہ یہ جگہ محفوظ ہے اور جب ضرورت پڑیگی تو دونوں آئیں گے۔
اور اپنی حاجت کے مطابق نکالیں گے۔ پس تھوڑا سا لیا اور باقی دفن کر کے شہر میں چلے گئے
پھر خُب اکیلا درخت کے پاس آیا اور دفن شدہ دینار لے لئے اور گھر میں چلا آیا ایک مہینہ
کے بعد مغفل اس کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میرے ساتھ درخت کے پاس چل تا کہ
کھانے کے واسطے کچھ خرچ لے آئیں۔ دونوں وہاں گئے اور جب اُس کو کھودا تو کوئی چیز
وہاں سے نہ نکلی۔ خُب مُغفل کو ملامت کرتا تھا۔ اور اپنے منہ کو پیٹتا تھا۔ اور اپنی ڈاڑھی کو
نوچتا۔ اور سینہ کوٹتا تھا اور کہتا تھا کہ کسی کا اعتبار نہیں پھر کہا مغفل کو کہ تو نے نکالے
ہیں مغفل قسمیں کھاتا تھا۔ اور لینے والے پر لعنت بھیجتا تھا۔ اور خب بھی چلاتا تھا۔
کہ تو نے ہی نکالے ہیں۔ تیرے سوا کسی کو خبر نہ تھی۔ دونوں قاضی کے پاس گئے۔
اور اپنا قصہ بیان کیا اور خُب کو کہا کہ تیرے دعویٰ کا کوئی گواہ ہے۔ خب نے کہا ہاں وہی
درخت جس کے نیچے روپیہ تھا گواہی دے گا کہ مغفل نے ہی روپے لئے ہیں اور خب نے
اپنے باپ کو کہکر درخت میں چھپا دیا تھا۔ کہ جب کوئی شخص قاضی کا آئے اور درخت
سے پوچھے تو اس کا جواب دینا وہ معلوم کرے گا کہ درخت بول رہا ہے وہ گیا اور درخت
میں چھپ گیا۔ پھر خب نے قاضی کو کہا کہ ہمارے ساتھ درخت کے پاس چلو حتی کہ قاضی
اور اُس کے اصحاب اور خب اور مغفل درخت کے پاس گئے اور قاضی نے درخت
سے سوال کیا تو بوڑھے نے درخت سے جواب دیا کہ ہاں مغفل نے روپے لئے ہیں
جب قاضی نے یہ آواز سنی نہایت متعجب ہوا اور وہ درخت کے گرد گھوما اور بوڑھے
کے کپڑے کا گوشہ قاضی کے نظر پڑا قاضی نے لکڑیاں منگوائیں اور درخت کو جلا دینے
کا حکم دیا جب درخت گرد سے آگ بھڑکی تو خُب کے باپ نے شور مچایا اور وہ

قریب نے کے ہو گیا۔ پھر اس سے حاکم نے پوچھا تو اس نے تمام سرگذشت بیان کی قاضی نے خبث کو عذاب میں ڈالا اور اُس کو سخت مار کی اور اس سے روپیہ لئے اور مغفل کو دئے اور اس کے باپ کو سوار کرا کر تھپڑ مار کر شہر میں پھرایا اور ذلیل کیا۔

حکایت ۳۶

آخرم بالحج	حج کا احرام باندھا	کوسا	آبخوری

بیان کرتے ہیں کہ حاتم اصم بڑا عیالدار تھا۔ اور اس کے کئی لڑکے اور لڑکیاں تھیں اور کسی چیز کا سہارا نہ تھا۔ اور محض توکل پر اس کا گذارہ تھا۔ ایک رات اپنے دوستوں میں بیٹھ کر باتیں کرتا تھا۔ چنانچہ اِن میں حج کا ذکر آیا۔ اور اُس کے دِل میں حج کا شوق ہوا اپنے عیال کے پاس آیا اور اُن کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگا پھر اس نے کہا کہ اگر اس سال اپنے باپ کو تم اجازت دیدو تو کیا بات ہے پس اس کو اس کے بال بچوں اور بیوی نے کہا کہ ہماری یہ حالت ہے کہ کھانے کے واسطے ایک پیسہ نہیں اور آپ اجازت مانگتے ہیں اور ہم فاقہ میں ہیں یہ کیسا ارادہ ہے اس کی ایک صغیر سن لڑکی تھی اس نے کہا کیا ہے کیوں تم اجازت نہیں دیتے ان کو جانے دو جہاں ان کی مرضی ہو کیونکہ یہ رزق کھانے والے ہیں۔ رزاق نہیں ہیں حاتم کے پاس ذکر ہوا اس نے کہا اے لڑکی تو نے سچ کہا ہے اے باپ جائیے جہاں آپ کی مرضی ہو حاتم اصم اسی وقت کھڑا ہو گیا اور احرام حج کا باندھا اور مسافرت اختیار کی صبح شہر کے آدمی آ کر ملامت کرنے لگے اور کہتے تھے کہ کیوں تم نے حج کی اجازت دی اور اس کی جدائی پر ہمسایوں اور دوستوں کو افسوس ہوا اور اس کی اولاد چھوٹی لڑکی کو ملامت کرتی اور کہتی تھی کہ اگر تو چپ رہتی تو ہم کبھی اجازت نہ دیتے پس لڑکی نے سر آسمان کی طرف اُٹھایا اور کہنے لگی کہ اے بار خدایا . . . . . . اے مولائے سردار تو ان لوگوں پر فضل کر ان کو ضائع اور نا اُمید نہ کر اور اِن کے ساتھ مجھے شرمندہ نہ کر یہی حالت تھی کہ شہر کا امیر شکار کھیلنے کے لئے باہر گیا

اور اپنے لشکر سے جدا ہو گیا۔ اور اس کو سخت پیاس لگی اور نیک بخت حاتم اصم کے مکان
کی طرف آیا۔ اور ان سے پانی مانگا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ گھر والوں نے کہا تو کون ہے
میں نے کہا امیر تمہارے دروازے پر کھڑا ہے اور پانی مانگتا ہے۔ حاتم کی بیوی نے
سر آسمان کی طرف اُٹھایا اور کہنے لگی۔ اے خداوند تو پاک ہے ہم نے رات فاقہ سے
گذاری تھی اور آج امیر ہمارے دروازہ پر کھڑا پانی مانگ رہا ہے۔ پھر اس نے ایک لوٹا
لیا۔ اور پانی کا بھرا ہوا لوٹا امیر کو دے کر کہا ہم کو معاف رکھنا۔ پس امیر نے لوٹا لیا اور
پانی پیا اور پانی پی کر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ یہ گھر کسی امیر کا ہے۔ لوگوں نے کہا نہیں
بلکہ یہ ایک بندے کا ہے خدا کے بندوں سے جس کو حاتم اصم کہتے ہیں امیر نے کہا
میں نے سنا ہے۔ پھر وزیر نے کہا کہ اے سردار یہ بھی آپ نے سُنا ہے۔ کہ آج رات
وہ حج کا احرام باندھ کر چلا۔ اور کوئی چیز اپنے عیال کے واسطے نہیں چھوڑ گیا۔
اور یہ مجھے خبر مِلی ہے کہ آج فاقہ میں انہوں نے رات کاٹی ہے۔ امیر نے بھی آج کے
دن ان پر بوجھ ڈالا ہے اور یہ مُروت سے بعید ہے کہ ایسے لوگوں پر ہم بھی بوجھ ڈالیں
پھر امیر نے اپنا کمر بند کھول کر پھینک دیا۔ تمام اصحاب نے کمر بند کھولے اور اس کے گھر
میں ڈال دیئے۔ اور چلے گئے۔ وزیر نے کہا گھر والوں پر سلام ہو ان کمر بندوں کی
قیمت میں ابھی لاتا ہوں جب امیر منزل پر جا اُترا۔ وزیر کمر بندوں کی قیمت بہت سا مال
لے کر آیا۔ جب چھوٹی لڑکی نے یہ حال دیکھا۔ سخت روئی۔ لوگوں نے کہا یہ کیسا رونا ہے
یہ تو خوش ہونے کا موقع ہے کہ اللہ نے ہم پر فراخی کی ہے۔ لڑکی نے کہا قسم ہے
اللہ کی۔ میں اس واسطے روتی ہوں۔ کہ رات کو ہم بھوکے سوئے تھے خدا کی
مخلوق میں سے ایک شخص نے ہم پر نظر کی۔ تو تنگدستی کی حالت سے ہم کو غنی بنا دیا
جب خاص خداوند ہماری طرف نظر کرے تو کسی کی طرف نہ سپرد کریگا۔ اے بار الہا
میرے باپ کی طرف دیکھ اور اس کی کوئی نیک تدبیر کر۔

حکایت ۳۷

منظرۃ	چہرہ کا - چوبارہ	خضر	کمر
بضیع	بالکیر تین - اور نہ کے درمیان	لم یعبانہ	اس سے ڈرا نہیں
ذرابۃ	زلف	لم یکترث	نہ پرواہ کی
مزخشیۃ	لٹکی ہوئی -	صفر الیدین	خالی ہاتھ

کہتے ہیں کہ ایک دن حجاج اپنے ایک دریچہ میں بیٹھا ہوا تھا - اور ملک عراق کے بعض سردار اس کے پاس بیٹھے تھے - کہ خوارج میں سے ایک لڑکا اس کے سامنے لایا گیا - جسکی عمر تقریباً دس سال کی تھی اور زلفیں اس کی لٹک کر کمر تک پہنچیں تھیں اور جب سامنے آیا تو نہ کچھ ڈرا اور نہ اس کی پرواکی بالاخانہ کی عمارت کو اور جو اس میں خوبیاں تھیں دیکھنے لگا - پھر دائیں بائیں نظر کر کے یہ آیت پڑھی - کیا اونچی اونچی زمینوں پر نشان بناتے ہو بیفائدہ اور مضبوط قلعے بناتے ہو - اس خیال سے کہ شائد ہمیشہ جیتے رہو گے - راوی کہتا ہے کہ حجاج تکیہ لگائے بیٹھا تھا - سیدھا ہو بیٹھا اور کہنے لگا لڑکے تو مجھے عقلمند اور ذہین معلوم ہوتا ہے کیا قرآن کا حافظ ہے وہ بولا کہ مجھے اس کے ضائع ہونے کا خوف تھا کہ حفاظت کرتا - اس کا تو خدا نگہبان ہے حجاج نے کہا کہ تو نے قرآن کو جمع کیا ہے وہ بولا کہ قرآن بکھرا ہوا تھا - کہ میں اس کو جمع کرتا - حجاج نے کہا تو نے قرآن کو محکم کیا ہے - لڑکے نے کہا خدا نے اس کو غیر محکم نازل کیا ہے حجاج نے کہا تو نے قرآن کو پشت پناہ کیا ہے لڑکے نے کہا پناہ خدا کی میں پیٹھ پیچھے ڈالوں حجاج نے کہا افسوس ہے تجھ پر خدا کی مار میں کیا کہتا ہوں - لڑکے نے کہا افسوس ہے تجھ پر اور تیری قوم پر - کہو - کیا تو نے قرآن کو اپنے سینہ میں رکھ لیا ہے - (یعنی حفظ یاد کر لیا ہے) حجاج نے کہا - کہ کچھ پڑھ لڑکے نے پڑھنا شروع کیا شیطان راندہ ہوئے سے پناہ مانگتا ہوں - رحمت کرنے والے خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جب

لے لے اگرچہ تیرا معاوضہ نہیں میں نے ان کو لیا۔ اور اپنے گھر آیا اور میں نہایت خوش تھا جب صبح ہوئی۔ تو میں نے زمین اور باغات خریدے خدا نے کشائش دی مال بہت ہو گیا۔ اور درجہ بلند ہو گیا۔ میں تھوڑے ہی دن ٹھیرا تھا کہ برامکہ پر مصیبت کی گردشیں پڑ گئیں اور سب قتل کئے گئے۔ اور جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا جب کہ کئی برس بعد اتفاقاً میں نے حمام جانے کا ارادہ کیا۔ حمام کا چودھری میرے مکان کے سامنے رہتا تھا۔ اس کے پاس آدمی بھیجا کہ حمام صاف کرے اور کسی کو اندر نہ جانے دے۔ میں اپنی خچر پر سوار ہوا۔ اور حمام میں داخل ہوا جب اپنی ضروریات سے فارغ ہوا تو حمام والے کو حکم دیا کہ کسی آدمی کو میری مالش کرنے کے لئے بھیجے۔ ایک خوبصورت نوجوان اندر آیا اور مجھے مل دھو کر نہلانے لگا۔ اور بٹنا ملا۔ جب میں چت لیٹا تو برامکہ اور فضل کا زمانہ یاد آیا کہ جو کچھ اس وقت میرے قبضہ میں ہے خدا کے فضل سے اور اس کی بخشش سے ہے اور یہ پڑھا کہ ع ہم آل برمک کے ہاں بچہ پیدا ہونے کی خوشی کرتے ہیں دونوں شعر پڑھے۔ تب میں نے دیکھا کہ جو جوان میرا بدن مل رہا ہے اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اور اس کی رگیں پھول گئیں۔ اور آنکھوں میں آنسو اتر آئے اور بیہوش ہو کر گر پڑا جب میں نے اس کا حال دیکھا۔ تو مجھے اس کے دیوانہ ہونے میں بالکل شک نہ رہا میں جلدی نکل آیا اور نہا دھو کر کپڑے پہنے اور اپنی خچر پر سوار ہو کر اپنے مکان کو واپس آیا۔ پھر میں نے حمام کے چودھری کے پاس آدمی بھیجا اور کہلا بھیجا کہ کیا باعث ہے کہ تو نے دیوانہ آدمی میرے بدن کی مالش کے لئے بھیجا۔ شکر ہے کہ میں سلامت نکل آیا اس نے کہا قسم ہے اللہ کی اے میرے سردار وہ دیوانہ بالکل نہیں ہے۔ میرے پاس اس کو رہتے ہوئے برسوں گذر چکے ہیں کوئی خراب بات اس سے نہیں دیکھی میں نے کہا اس کو اسوقت میرے پاس بھیجدو۔ جب چودھری اس کو میرے پاس لایا اور پہنچ گیا تو اس کو میں نے اپنے پاس

بھلایا۔ اور اس سے موانست کی جب وہ مجلس میں مستقر ہوا۔ میں نے کہا۔ تم کو کیا عارضہ
ہے جو میں نے آج تجھ سے دیکھا ہے اس نے کہا کیا آپ نے دیکھا ہے۔ میں نے
کہا دیکھا ہے جو کچھ تجھ سے ظاہر ہوا ہے اس کا بیان کرتے مجھے شرم آتی ہے اس نے
کہا کیا مجھے تو نے دیوانہ دیکھا ہے۔ میں نے کہا ہاں اس نے کہا۔ اس کا سبب جانتا ہے
کہ کیا ہے میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کچھ تو نے وہاں پڑھا تھا میں نے کہا دو شعر اس نے
کہا ہاں۔ اور کون اس کا کہنے والا ہے۔ میں نے کہا کہ کس کے حق میں کہے گئے تھے۔
میں نے کہا کہ فضل بن یحیٰی کے ہاں بیٹا ہونے پر اس نے کہا کہ تو فضل کے بیٹے کو شناخت
کر سکتا ہے میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ میں ہی فضل کا بیٹا ہوں اور میری خوشی
تھی۔ اور میرے ہی حق میں دونوں بیتیں کہی گئیں تھیں۔ پہلے بھی میں سن چکا تھا۔
اب جو تجھ سے سنے اور جانا کہ میرے ہی حق میں ہے تو زمین کی وسعت باوجود فراخی
کے مجھے تنگ معلوم ہونے لگی اور ظاہر ہوا مجھ سے جو کچھ تو نے دیکھا ہے محمد کہتا ہے
کہ میں اچھل پڑا اور اس کے سر آنکھوں پر بوسہ دے کر کہا کہ اے میرے آقا خدا کی قسم
میں تیرا نوکر ہوں اور جس قدر میرے پاس مال ہے یہ تیرے باپ دادا کی بخشش ہے اور
تیری بزرگی کی بدولت ہے خدا کی قسم میرے کوئی بیٹا نہیں اور نہ کوئی رشتہ دار ہے کہ
وارث ہو۔ اور میں بہت ضعیف العمر ہوں۔ میں نے دل میں ٹھان لیا ہے کہ دو گواہوں
کے روبرو کہدوں کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ تیرا مال ہے اور تیری مہربانی سے
جبتک جیوں خوش رہوں گا۔ پس اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور کہا
اس نے خدا کی قسم کوئی چیز تجھ سے نہ لوں گا۔ جو کچھ کہ میرے ماں باپ نے تم کو بخشا
ہے اگرچہ اس سے بھی زیادہ محتاج ہو جاؤں اور بھاگ کر چلا گیا۔ میں اس کے
پیچھے نکلا اور میں نے قسم دی کہ اس مال سے کلی یا تھوڑا لے۔ اس نے اس
امر کو مکروہ جانا اور چلا گیا۔

حکایت (۳۹)

لفظ	معنی	لفظ	معنی
سلیمان بن عبدالملک	نام خلیفہ	ھدءٌ من اللیل	پارہ شب
خزیمہ بن بشر	ایک بڑا سخی آدمی تھا	فضول	بقایا
اخوان	بھائی	اضناہ ذالک	اس کو ایک بات نے لاغر کر دیا
سراج الدابۃ	گھوڑے خچر پر زین کاٹھی لگانا	جزعت	بیقراری ہوئی

کہتے ہیں کہ سلیمان بن عبدالملک کے زمانہ میں ایک آدمی تھا جسے خزیمہ بن بشر کہتے تھے اور وہ بنی اسد میں سے تھا۔ وہ صاحب مُرّوت اور خوش نعمت تھا۔ اور دوستوں کیساتھ نیکی اور احسان کرتا تھا۔ مدتوں اسی حالت پر رہا۔ آخر کو زمانے نے اس کو بٹھا دیا (یعنی مفلس بنا کر پستی میں ڈالدیا) اسے اپنے دوستوں کی طرف احتیاج پر وہ پہلے احسان کرتا تھا اور ان کا غمخوار تھا۔ انہوں نے کچھ مدت ہمدردی کی۔ جب خزیمہ نے ان دوستوں) کا رنگ بدلتے دیکھا تو اپنی بیوی کے پاس آیا جو اوس کے چچا کی بیٹی تھی اس کو کہا کہ اے چچا کی بیٹی میں نے اپنے دوستوں سے بے وفائی دیکھ لی۔ اور میں نے قسم کھائی ہے کہ مرتے دم تک باہر نہ نکلوں گا پھر اس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اور (اپنے گھر میں اقامت گزیں ہو گیا۔ جو چیز اس کے پاس تھی گزارہ کرتا رہا آخر کو وہ (بھی) تمام ہو گئی اور خزیمہ کو حیرانی لاحق ہوئی خزیمہ سے عکرمہ فیاض ربعی گورنر الجزیرہ واقف تھا۔ (ایک روز) اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں خزیمہ کا ذکر آ گیا۔ عکرمہ فیاض نے پوچھا اس کا کیا حال ہے لوگوں نے کہا وہ اس حال کو پہنچ گیا ہے کہ قابل ذکر نہیں اور دروازے بند کر کے گھر کے اندر بیٹھ گیا ہے جب رات ہوئی تو عکرمہ نے چار ہزار اشرفیاں لیں اور ان کو ایک تھیلی میں ڈالا پھر سواری پر کاٹھی لگانے کا حکم دیا پس وہ اپنے گھر والوں سے پوشیدہ نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا ایک غلام اپنے ساتھ لیا جو اشرفیاں اٹھائے ہوئے تھا۔ پس جاتا رہا یہاں تک کہ خزیمہ کے دروازہ پر ٹھیرا غلام سے تھیلی لیکر

اُسے بٹھا دیا اور دروازہ کی طرف بڑھکر خود اس کو کھلوایا خزیمہ اس کے پاس آیا عکرمہ
نے اُسے تھیلی دی اور کہا کہ اس سے اپنی حالت درست کرو خزیمہ نے اُسے لے لیا اور
اوس کو بھاری جان کو ہاتھ سے (اپنے نیچے) رکھدیا پھر سواری کی باگ پکڑلی اور کہا میں آپکے
قربان جاؤں آپ کون ہیں؟ عکرمہ نے کہا اے شخص میں تیرے پاس اسوقت اور اس
گھڑی اس خواہش سے نہیں آیا کہ تو مجھے پہچانے خزیمہ نے کہا جبتک آپ مجھے نہ بتائیں گے
کہ کون ہو۔ میں (ہرگز) نہیں لوں گا۔ عکرمہ نے کہا میں جابر عشرات الکرام
ہوں یعنی شریفوں کی مصیبتوں کو روکنے والا۔ خزیمہ نے کہا (کچھ اور) زیادہ طور پر واضح فرمایئے
کہا نہیں۔ پھر عکرمہ چلا گیا۔ اور خزیمہ تھیلی لے کر اپنے چچا کی بیٹی کے پاس آیا اور اس کو
کہا کہ خوش ہو۔ اللہ نے فراخی اور نیکی بھیجدی ہے گو (اس تھیلی کے اندر) پیسے ہی
سہی اُٹھ اور چراغ جلا۔ کہا چراغ کے (روشن ہونے) کی تو کوئی صورت نہیں
(کیونکہ کھانے ہی کو نہیں ملتا تھا۔ تو چراغ کے لئے تیل کہاں سے آتا) پس خزیمہ
نے اس طرح شب گذاری کہ انہیں اپنے ہاتھ سے ٹٹولتا تھا۔ اور اشرفیوں
کا کھردراپن پاتا تھا لیکن یقین نہ آتا تھا۔ جب صبح ہوئی تو اپنے قرضخواہوں سے
مصالحت کی (یعنی ان کو قرضہ دے کر انہیں منایا) اور اپنی حالت اسی طرح
درست کی جس طرح تھی پھر وہ سلیمان بن عبد الملک کی ملاقات کے لئے روانہ ہوا
سلیمان ان دنوں فلسطین میں تھا۔ جب خزیمہ اس کے دروازہ پر آیا اور اندر جانے
کی اجازت چاہی تو دربان اندر گیا اور اس کے آنے کی خبر دی وہ اپنی مروت و کرم
میں مشہور تھا (اور سلیمان بھی) اسے جانتا تھا۔ سلیمان نے اسے اجازت دی جب
وہ اندر گیا تو اس نے شاہی سلام کیا سلیمان بن عبد الملک نے اُسے کہا اے خزیمہ
کس چیز نے تجھ کو ہم سے روک رکھا کہا شکستہ حالی نے سلیمان نے کہا (اچھا) پھر چلنے سے
تجھکو کس نے باز رکھا۔ کہا اے امیر المومنین میری کم طاقتی نے سلیمان نے کہا (اچھا) پھر اب کیونکر

چل کر ہمارے پاس آئے کہا اے امیرالمومنین میں نہیں جانتا مگر اتنا ہی کہ ایک روز کچھ رات گئی میں بے خبر تھا۔ اتنے میں ایک شخص دروازہ کھٹکھٹانے لگا اور اس کا یہ حال تھا (غرض) اول سے آخر تک اسے سارا قصہ سنایا سلیمان نے کہا کیا تو اس آدمی کو پہچانتا ہے؟ خزیمہ نے کہا اے امیرالمومنین میں نے تو اسے نہیں پہچانا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بھیس بدلا ہوا تھا اور میں نے اس کی اتنی ہی بات سنی (جو اس نے کہا) کہ میں جابر عثرات الکرام ہوں خزیمہ کہتا ہے کہ سلیمان بن الملک اس کے نہ پہچاننے (مراد عدم معرفت) پر (کچھ) برافروختہ ہوا۔ اور کچھ افسوس کیا اور اگر ہم اسے پہچان لیتے اس کی مروت کا بدلہ دیتے پھر (ملازموں سے) کہا نیزہ لاؤ۔ نیزہ لایا گیا۔ اور خزیمہ بن بشر (کی کمر) سے باندھا پس مقرر کیا خزیمہ بن بشر مذکور کو الجزیرہ کا گورنر بجائے عکرمہ فیاض کے پس خزیمہ الجزائر کی طرف روانہ ہوا۔ پس اس کے قریب پہنچا تو عکرمہ اور شہر کے لوگ اس کی ملاقات کے لئے نکلے عکرمہ اور خزیمہ نے ایک دوسرے کو سلام کیا پھر وہ شہر کی طرف چلے یہاں تک کہ شہر کے اندر داخل ہوئے اور خزیمہ دارالحکومت میں فروکش ہوا۔ اور حکم دیا کہ عکرمہ سے ضامن اور نیز) اس سے حساب کتاب لیا جائے جب حساب کتاب لیا گیا تو اس پر بہت سا روپیہ بقایا نکلا خزیمہ نے اس سے ادائیگی کا مطالبہ کیا۔ عکرمہ نے کہا میرے پاس (ادائیگی کی) کوئی صورت نہیں۔ خزیمہ نے کہا۔ سرکاری مال کی ادائیگی تو ضروری ہے کہا جو چاہو سو کرو میرے پاس کچھ بھی نہیں خزیمہ نے قید کا حکم دیا۔ پھر اس کے پاس مطالبہ کرنے والا بھیجا۔ اس نے کہا میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اپنے مال کو اپنی آبرو سے محفوظ رکھتے ہیں (میرے پاس مال ہوتا تو کیا میں رکھ چھوڑتا اور عزت برباد کر دیتا ہرگز نہیں اب جو چاہے سو کر پس خزیمہ نے حکم دیا کہ بیڑیوں سے جکڑ دیا جائے عکرمہ اسی حالت میں ایک مہینہ یا کچھ زائد رہا۔ اور اس امر نے اسے لاغر کر دیا۔ اور اس سے تکلیف

اُٹھائی اس بات کی خبر خزیمہ کے چچا کی بیٹی کو پہنچی وہ اس سے (نہایت) بیقرار اور غمناک ہوئی پھر اس نے اپنی ایک لونڈی کو بلایا جو عقلمند اور ہوشیار تھی اور اس سے کہا کہ ابھی اس امیر خزیمہ بن بشر کے در پہ جا۔ اور کہو کہ میرے پاس ایک خیر خواہی کی بات ہے جب کوئی تجھ سے (وہ) بات پوچھے تو تو کہیو کہ میں امیر خزیمہ بن بشر کے سوا اور کسی سے وہ نہیں کہہ سکتی جب تو اس کے پاس پہنچ جائے تو اس سے امر کی درخواست کر کہ تجھ سے تنہائی میں ملے جب وہ ایسا (منظور) کرے تو اس کو کہو کیا جابر عثرات الکرام کا تمہاری طرف سے یہی بدلہ ہے؟ کہ اس کو قید اور تنگی اور بیڑی کے ساتھ عوض دیا۔ لونڈی نے ایسا ہی کیا۔ جب خزیمہ نے اس لونڈی کی بات سنی۔ بلند آواز سے پکار کر کہا وَاسَوَاتَاہُ بُرائی کا بُرا ہو۔ اور وہ (جابر) عثرات الکرام) یہی ہے۔ لونڈی نے کہا حضور (یہی ہے) اسی وقت سواری کا حکم دیا۔ اس پر زین کسا۔ اور رؤسا نہ شہر کی طرف قاصد بھیجا کہ ان کو اکٹھا کرے۔ خزیمہ ان کے ساتھ جیل کے دروازہ پر آیا اور دروازہ کھول کر وہ اور اس کے ساتھی اندر گھس گئے۔ خزیمہ نے عکرمہ کو جیل خانہ کے صحن میں بیٹھا ہوا اس حالت میں دیکھا کہ رنگ اس کا بدلہ ہوا ہے اور رنج و تکلیف اور بیڑیوں اور طوق کی گرانی نے اسے دبلا کر دیا ہے جب عکرمہ نے اسے اور دیگر لوگوں کو دیکھا تو اس سے شرما گیا اور اپنا سر جھکا لیا۔ پھر خزیمہ آگے بڑھا اور اس کے سر پہ جھک کر بوسہ دیا۔ عکرمہ نے اس کی طرف اپنا سر اُٹھایا اور کہا تجھ سے کس نے ایسا سلوک کرایا۔ کہا تیرے شریف کاموں اور میری بُری یاداشت نے عکرمہ نے کہا اللہ تمہیں اور ہمیں بخشے پھر لوہار بلایا اور اکی بیڑیاں کٹوائیں اور خزیمہ نے حکم دیا کہ میرے پاؤں میں ڈالی جائیں۔ عکرمہ نے کہا۔ تم کیا کرتے ہو خزیمہ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ جس قدر تکلیف تمہیں پہنچی ہے۔ مجھے پہنچے۔ عکرمہ نے کہا تمہیں خدا کی قسم ایسا نہ کرو غرض وہاں سے نکلے اور خزیمہ کے گھر آئے پھر عکرمہ نے رخصت ہو کر جانا چاہا

خزیمہ نے کہا ابھی آپ نہیں جا سکتے عکرمہ نے کہا اور کیا چاہتے ہو۔ کہا میں چاہتا ہوں
کہ آپکی حالت بدل دوں۔ اور بیشک میں آپکے چچا کی بیٹی سے زیادہ شرمسار ہوں بہ نسبت
آپکے پھر خزیمہ نے حمام کا حکم دیا۔ وہ خالی ہوگیا۔ اور وہ دونوں حمام گئے۔ خزیمہ اُٹھا اور
اس کے کام کو اپنے ذمہ لیا۔ اور خود اسکی خدمت بجالایا پھر وہ دونوں (حمام سے) نکلے خزیمہ
نے اُسے خلعت دیا۔ (گھوڑے پر) سوار کیا اور اس کے ہمراہ بہت سامان ساتھ کردیا۔
پھر خود خزیمہ بھی اس کے ہمراہ اس کے گھر تک گیا اور اس سے کہا کہ میرا اپنی ہمشیرہ سے
عذر کردینا۔ اس نے اس سے عذر چاہا اور اس سے اُسے شرم آئی۔ راوی کہتا ہے پھر
خزیمہ نے اس کے بعد اُس سے درخواست کی کہ میرے ہمراہ سلیمان بن عبدالملک کے پاس
چلے۔ سلیمان ان دنوں میں شہر رملہ میں مقیم تھا۔ عکرمہ نے اس سے اس بات کا اقرار
کرلیا اور دونوں چل پڑے یہاں تک کہ سلیمان بن عبدالملک کے پاس آپہنچے دربان
نے اندر جاکر خزیمہ بن بشر کے آنے کی اطلاع دی۔ سلیمان اس سے چونک پڑا۔ اور کہا
الجزیرہ کا گورنر ہمارے حکم بغیر چلا آتا ہے یہ تو کوئی بڑی بات معلوم ہوتی ہے جب خزیمہ
اندر داخل ہوا تو سلیمان نے اس کے سلام کرنے سے بیشتر کہا کہ خزیمہ خیر تو ہے۔ کہا
امیرالمومنین خیر ہے۔ کہا پھر کیا چیز تجھے یہاں لائی ہے؟ کہا میں نے جابر عثرات الکرام
کو پالیا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اس سے خوش کروں کیونکہ (جب میں نے اس کا ذکر کیا تھا)
آپ کو اس کے دیکھنے کا بہت اشتیاق تھا سلیمان نے کہا وہ کون ہے۔ کہا عکرمہ الفیاض
راوی کہتا ہے کہ سلیمان نے اسے اندر بلایا۔ عکرمہ داخل ہوا اور شاہی سلام کیا۔ سلیمان نے
اسے مرحبا کہا اور اسے اپنے قریب بٹھایا اور اس سے کہا اے عکرمہ تیری نیکی تیرے
لئے وبال ہوگئی۔ پھر سلیمان نے کہا کہ تو اپنی حاجتیں اور ضروریات کاغذ کے ایک پرچہ
میں لکھ دئے۔ عکرمہ نے ایسا ہی کیا۔ سلیمان نے اس کے اجرا کا اسی وقت حکم دیا
اور یہ بھی حکم دیا کہ دس ہزار اشرفیاں اور دو جامہ دان کپڑوں کے (بھی) دئے جائیں پھر سلیمان نے

ایک نیزہ منگایا اور الجزیرہ اور آرمینیہ اور آذربائیجان (ان تینوں صوبوں کی گورنری) کے لئے (اسکی کمر سے) نیزہ باندھا۔ اور اسے کہدیا کہ خزیمہ کی حکومت تیرے ہاتھ میں ہے چاہے تو اسے باقی رکھ اور چاہے تو اسے معزول کر۔ عکرمہ نے کہا اے امیر المومنین اس کو اس کی حکومت پر رہنے دیجئے۔ پھر وہ دونوں اس کے پاس سے چلے آئے اور اس کی مدت حکومت میں ہمیشہ گورنر رہے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے۔

ترجمہ

حصۂ نظم سُلّم الادب

۱ محمد بن حسن سے

علم سیکھ کیونکہ علم عالم کے لئے زینت اور (باعث) بزرگی ہے اور کُل تعریفوں کے لئے عنوان ہے اور زیادہ فائدہ اٹھا علم سے اور فائدوں سے سمندر میں تیر تا رہ۔

۲ نفشی سے

بدبخت	شقی	تکبّر	عجیب

بیشک۔ فروتنی۔ پرہیزگار کے خصائل میں سے ہے اور اسی کے ذریعہ نیک لوگ بلندیوں کی طرف چڑھتے ہیں۔ اور عجائبات میں سے ہے تکبر اس شخص کا جو اپنے حال میں جاہل ہے۔ خواہ نیک بخت ہو یا بدبخت۔

3 علی رضی اللہ عنہ سے

یاد رکھ (اے مخاطب) تو علم نہیں پا سکے گا۔ مگر چھ چیزسے۔ اب ان سب کی خبر تجھے اپنے بیان سے دیتا ہوں۔ اوّل ذہانت۔ دوسری حرص۔ تیسری صبر۔ چوتھی قوت لایموت

پانچویں استاد کی رہنمائی ۔ چھٹی زمانہ کی لمبائی ۔

کسی شخص سے

6

خود آدمی سے آدمی کا حال دریافت نہ کر بلکہ اس کے ہم نشین سے کیونکہ ہر ہم نشین اپنے ہم نشین کا پیرو ہوتا ہے (پس) اگر وہ ہمنشین شریر ہو تو اس آدمی سے جلد دور ہو نا چاہئیے ۔ اور اگر وہ نیک ہے، تو اس سے ملنا چاہیئے (ممکن ہے کہ تو اے مخاطب) راہ یاب ہو ۔

ایضاً

5

کسلان	سنت	جھر	آگ کی چنگاری
بلید	کند ذہن ۔ کند خاطر	رماد	راکھ
جلیل	تیز طبیعت ۔ چالاک	یخمد	بجھ جاتی ہے

نہ ساتھی بن سست آدمی کا اس کے حالات میں (کیونکہ) بہت سے نیک آدمی دوسرے کی خرابی سے بگڑ جاتے ہیں ۔ کند طبیعت والے کا اثر تیز طبیعت والے پر جلد ہوتا ہے (اسکی مثال ایسی ہے) جیسے آگ کی چنگاری راکھ میں دبائی جاتی ہے اور پھر بجھ جاتی ہے ۔

ایضاً

6

بہت سے متکبر عالم ہیں کہ جن کے علم کو ان کے تکبر نے چھپا دیا اور بہت سے فروتن جاہل ہیں جن کی جہالت کو ان کی فروتنی نے چھپا دیا ۔

امام شافعیؒ سے

7

جد	کوشش	ھم	غم
یُدنی	قریب کرتی ہے	بوس	تکلیف
شاسع	امر بعید	لبیب	دانا

کوشش قریب کر دیتی ہے ہر ایک بعید امر کو۔ اور کوشش کھول دیتی ہے ہر ایک بند دروازہ کو۔ اور مخلوق۔ خدا میں سے زیادہ مستحق ساتھ ارادہ کے وہ ہمت والا آدمی ہے جو تنگ معیشت کے ساتھ مبتلا ہو۔ قضا و قدر کے ہونے پر دلیل یہ ہے کہ دانا آدمی تکلیف اٹھاتا ہے اور احمق چین اُڑاتا ہے۔

ایضاً ۸

فقیہ مناظر	عالم تحقیق حق کی بحث کرنے والا	عنا اکتساب	رنج و تکلیف حاصل ہونا

تونے یہ آرزو کی کہ بغیر رنج اور تکلیف کے عالم اور مناظر بن جائے (یہ ایک جنون ہے) اور جنون کے بہت سے راہ ہیں۔ حالانکہ مال نہیں ہاتھ آیا۔ بغیر مشقت کے جو تو برداشت کرتا ہے پس کیونکر علم ہاتھ آسکتا ہے۔

علی رضی اللہ عنہ سے ۹

جد	بالکسر کوشش	جد	بالفتح دادا۔ اجداد۔ مراد آبا و اجداد۔

ہر ایک بزرگی (اپنی) کوشش سے حاصل ہوتی ہے۔ نہ آبا و اجداد کے نام لینے سے اور آبا و اجداد بھی (نام لینے کے قابل) جب ہی ہیں کہ ان میں شرافت ہو۔

ایضاً ۱۰

تکلف کے مطابق مرتبے تقسیم ہوتے ہیں۔ جو طالب ہوا بلندی کا وہ راتوں کو جاگا تو (اے مخاطب) عزت کا طالب ہو کر رات بھر سویا رہتا ہے سمندر میں غوطہ ہی لگاتا ہے جو موتیوں کا خواہاں ہوتا ہے۔ جس نے بغیر مشقت کے بلندی چاہی اس نے (اپنی) عمر ناممکن چیز کی طلب میں برباد کر دی۔

ایضاً

وہ چیز جو تو چاہتا ہے۔ باندازہ مشقت ملیگی۔ کیونکہ جو شخص آرزوئیں (پوری ہونی) چاہتا ہے۔ رات بھر کھڑا رہتا ہے اور جوانی کے دنوں کو غنیمت سمجھ کیونکہ جوانی ہمیشہ نہیں رہتی۔

ابی طیب متنبیؒ سے 12

ارادے اہل ارادوں کی قدر کے مطابق آتے ہیں۔ اور بزرگیاں شریف کی قدر کے موافق آتی ہیں اور چھوٹوں کی آنکھ میں چھوٹے ارادے بڑے دکھائی دیتے ہیں اور بڑے کی آنکھ میں بڑے ارادے چھوٹے معلوم ہوتے ہیں۔

ابی نصر الصفاری الانصاری سےؒ 13

لا ترجی	سُستی کر	مغتبط	رشک کرنے والا
مھل	تاخیر کرنا۔ بیکار چھوڑ دینا	کسل	سُستی

اے نفس! کام میں سُستی نہ کرنے کی۔ انصاف اور احسان کرنے میں تاخیر مت کر۔۔۔ ہر ایک صاحب عقل نیکی میں رشک کرتا ہے اور ہر ایک سُست آدمی (مصیبت آ) اسی میں

علی رضی اللہ عنہٗ سے 14

اے میرے نفس تو سُستی اور دو رنگی کو چھوڑ دے۔ ورنہ اس ذلت پر قائم رہ میں سُست لوگوں کے لئے بجز ندامت اور آرزو کی محرومی کے کوئی خط نہیں دیکھتا جو ان نصیب ہو۔

ایضاً 15

تقلل	کمی کر	عار	شرم
تجنبت	بچ۔ پرہیز کر	شقاء	بد بختی

سارا علم طب دو شعروں میں جمع ہے اور خوبی بات کی مختصر کلام میں ہے جب کھائے تو کمی کر اور بعد کھانے کے پرہیز کر۔ بیشک شفا احتیاط اور پرہیز میں ہے۔ جانور کی اس سے بڑھ کر خوف نہیں کہ کھانے پر اور کھایا جائے پس شرم ہے اور پھر شرم ہے۔

بدبخت ہونا (مراد بیمار ہونا) آدمی کا کھانا کھانے سے ۔

۱۶ قاضی امام خلیل احمد سنجری رحمۃ اللہ علیہ سے

فائدہ لینے والے کی طرح علم کی خدمت کر اور اسکو اچھے کام کیساتھ جاری رکھ جب تو کسی چیز کو یاد کرے تو اسے بار بار کہہ اور اس کو جس طرح اس کا حق ہے خوب پکا پھر اسکو دل پر ٹکانے (لگائے) اس غرض سے کہ تو ہمیشہ کے لئے اُن کے درس تدریس پر رجوع کر سکے پس جب تجھے بھولنے کا خوف نہ ہو۔ تو اس کے بعد نئی چیز شروع کر۔ بشرطیکہ اگلے پڑھے ہوئے کی تکرار کی جائے اور یہ زیادتی بھی ملحوظ خاطر ہو۔ لوگوں سے علم کے متعلق بحث مباحثہ کر کہ تو (علم) زندہ رکھے اور عقلمندوں سے (ہرگز) دور نہ ہو اگر تو علم چھپائیگا۔ تو لوگ تجھے بھول جائیں اور بجز نادان اور احمق کے کچھ نہ خیال کیا جائے گا ۔

۱۷ کسی سے

شعر گوئی کے متعلق میں تجھے پانچ چیزوں کی نصیحت کرتا ہوں۔ بشرطیکہ تو ناصح مہربان کا فرمانبردار ہو (اول) کام کے سبب سے غافل نہ ہو۔ اور (دوسری) اس کے وقت سے اور (تیسری) کیفیت سے اور (چوتھی) مقدار سے اور (پانچویں) موقعہ سے غرض ان سب سے ۔

یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۸

جب تو یہ چاہے کہ اپنے دشمن کو ناک رگڑتا ہوا (یعنی ذلیل) پائے۔ اور پائمال کرے ہلاک کرے اور غم سے جلائے تو بلندی کا خواہاں ہو۔ اور علم بڑھا۔ کیونکہ جو شخص اپنا علم بڑھاتا ہے اس کا دشمن غم میں بڑھتا ہے ۔

۱۹ کسی سے

علم کا طلب کرنا ذلت اور فروتنی سے ہے اور اس کا چھوڑ دینا ندامت ہے اور رگھٹا ہے صبر کر علم کے طلب کرنے میں کیونکہ ذلت کے بعد اعلیٰ مرتبہ اور عزت ہے ۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے

میں نے وکیع سے اپنے بُرے حافظہ کی شکایت کی۔ انہوں نے مجھے گناہوں کے چھوڑنے کی نصیحت کی۔ کیونکہ اللہ کا نور ہے۔ اور اللہ کا نور گنہگار کو نہیں مرحمت ہوتا۔ ۵۱

21

کسی سے

سوائے بیہودہ بکواس کے لوگوں کے ملنے کا اور کچھ نتیجہ نہیں۔ اس لئے سوائے علم کے حاصل کرنے یا حال کی دُرستی کے لوگوں سے ملنا کم کر دے۔

+ 22

آخر

جو کچھ ہونا ہے اس پر قضا و قدر کا قلم چل گیا۔ پس برابر ہے (انسان کے لئے) چلنا اور بیٹھنا رہنا (یعنی کوشش کرنا اور نہ کرنا) یہ تیرا پاگل پن ہے کہ تو رزق کے لئے کوشش کرتا ہے۔ حالانکہ بچہ (ماں کے شکم کی) جھلی میں رزق پاتا ہے۔

23

آخر

جو کچھ نہیں ہوتا ہے وہ نہیں ہوگا۔ تدبیر سے کبھی اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ ہو کے رہیگا جو کچھ ہونے والا ہے وہ ہوگا۔ اپنے وقت پر اور جاہل آدمی تکلیف دیا جاتا ہے اور غم وہ ہوتا ہے،

24

آخر

شاور	مشورہ کر	کفاح	سامنے ہوتا
نائبة	مصیبت	مراۃ	آئینہ

جب کبھی تجھ پر کوئی مصیبت آپڑے تو اپنے غیر سے مشورہ لے۔ گو تو بھی مشوروں میں سے کیوں نہ ہو۔ کیونکہ آنکھ قریب اور دور کو اپنے سامنے پاتی ہے (لیکن) خود اپنے آپ کو بغیر آئینہ کے نہیں دیکھ سکتی۔

25

آخر

سرنی	خوش کرتا ہے	صحو	مولا
ساءنی	تکلیف دی مجھے	یرتع	چگتا ہے

اگر میں علم سے نادان رہتا تو میری نادانی مجھے خوش رکھتی۔ جیسا کہ میرے علم نے مجھے تکلیف دی۔

۵۲ مولا باغوں میں چہکتا رہتا ہے اور بلبل اس لئے پنجرہ میں بند کیجاتی ہے کہ وہ بولتی ہے

اخر ۲۷

موء - آدمی	= معنی	- تکلیف زدہ

کیا تو (اے مخاطب) انسان کو اسکی ساری عمر ایسی بات میں مبتلا نہیں دیکھتا جس کا وہ علاج (تدبیر) کرتا رہتا ہے (اور) از حد کوشش کرنے والا ہے۔ جیسے ریشم کا کیڑا کہ ہمیشہ بنتا رہتا ہے۔ اسی کے درمیان غم سے مرجاتا ہے۔

اخر ۲۷

اسو سہ جمع اسد لصامر خرفان جمع حزف	شیر بصیغہ مجہول شکار کئے جاتے ہیں بکری کا بچہ جو نر ہو	حمیر فارتہ کنعان	یمن میں ایک مشہور قبیلہ تھا چوہا نمرود کے باپ کا نام

مولا اگر باز کو شکار کرلے تو کوئی تعجب کی بات نہیں (دیکھو) شیر بکریوں کے بچوں کے شکار کئے ہی جاتے ہیں (اور) قبیلہ حمیر کی عمارتیں ایک چوہے نے غرق کردیں۔ اور ایک مچھر نے کنعان کی اولاد کو (یعنے نمرود وغیرہ) کو ہلاک کیا۔

اخر ۲۸

سراقد	سونے والا	اججر النارا	آگ بھڑکائی

اے رات کے سونے والے جو اس کے شروع میں خوش و خرم ہے (خبردار) حادثے سحر کے وقت آتے ہیں۔ اس رات سے خوش نہ ہو جس کا شروع اچھا ہو۔ پس اکثر رات کے پچھلے حصے نے آگ بھڑکائی ہے

اخر ۲۹

افاعی جمع افعیٰ سموم جمع سم	کالا سانپ زہر	سد انفاق	دیوار خرچ کرنا

هَدّ ۔ گرادیا	جلیش ۔ لشکر

جب زمانہ تجھ سے صلح نہ کرے توڑ ۔ اور جب تو اپنے قریبی رشتہ داروں سے فائدہ نہ اُٹھائے تو دُور ہو جا۔ اور کمزور کے مکر کو حقیر نہ سمجھ ۔ اکثر اوقات سانپ بچھوؤں کے زہر سے مرجاتے ہیں۔ پس تحقیق ہُدہُد نے قدیم زمانہ میں بلقیس کے تخت کو نیست و نابود کر دیا اور (اس سے) پیشتر چوہے نے مارب کی دیوار کو گرا دیا۔ جب تیرا راس المال نیکی ہو تو اس کو غیر واجب (کام) میں خرچ کرنے سے پرہیز کر کیوں کہ رات اور دن گذرنے میں ایک بڑا معرکہ ہے جس کا لشکر عجب باتوں کے ساتھ ہم پر حملہ کرتا ہے۔

اخر 30

استعلا	بلند ہونا	عواطل جمع عاطل	بیکار۔ مراد خالی
محتدً	اصل۔ شرافت	معقود	لبۃ
بزاۃ جمع بازی	باز شکاری	ھُد ۔ ھُد	ایک مشہور چھوٹا سا جانور ہے

اے صاحب عزت اگر جوان صاحب اصل ذلیل ہو جائے۔ اور کم اصل بلند ہو جائے۔ تو اسباب انکار نہ کر تحقیق بازوں کے سر تاج خالی ہیں اور ہُدہُد کے سر پہ تاج ہوتا ہے۔

اخر 31

کیا تو بڑھاپے کی حالت میں اُمید کرتا ہے کہ تو ویسا ہی ہو جائے۔ جیسا کہ جوانی کے زمانہ میں تھا۔ بیشک تیرے نفس نے تجھے دھوکا دیا ہے۔ پُرانا کپڑا نئے کپڑے کی طرح نہیں ہو سکتا۔

اخر 32

معدم ۔ مفلس۔ تنگدست	عوزتہ ۔ اس کو محتاج کردیں۔

جو مجھ سے زبانی دوستی کرے وہ میرا بھائی نہیں۔ میرا بھائی وہی ہے جو مجھے غیبت میں دوست رکھے اور (میرا بھائی) وہ ہے کہ جب میں مفلس ہو جاؤں تو اس کا مال اپنا مال سمجھوں اور میرا مال اس کا مال ہو۔ جب اس پر مصیبتیں آ پڑیں۔

33

اُخر

علیک	ہم فعل بمعنی لازم پکڑ	استنجاد	مدد مانگنا
اخوان الصفا	بھائی صفائی کے	ظهور جمع ظهر	پشت مراد پشت پناہ
عماد جمع عمد	ستون	خل	دوست

صفائی اور خیر خواہی والے دوستوں کی (صحبت) لازم سمجھ۔ کیونکہ وہ ستون اور پشت پناہ ہیں جب تو ان سے مدد مانگے۔ اور ہزار یار دوست تھوڑے ہیں۔ اور ایک دشمن بہت ہے۔

34

اُخر

جب تو کسی کو دوست بنائے تو اپنے دوست کی خیانت سے بخوف نہ رہنا بیشک امین بھائی تجھ سے خیانت نہیں کرے گا۔ لیکن تو امانت دار کم پائے گا۔

35

اُخر

سچا دوست ہم نے سنا ہی سنا ہے اور حقیقت میں دیکھا نہیں جو دنیا میں پایا جائے اور اس کو ناممکن سمجھو۔ جو لوگوں نے استعارہ کے طور پر لکھدیا ہے۔

36

اُخر

تیرا بھائی وہ ہے جو (تجھ سے) قریب ہوا اور تو اس کی دوستی کی اُمید رکھے اور جب بلایا جائے تو حاضر ہو۔ اور جب تو اپنے دشمن سے لڑے تو وہ بھی (تیرے ساتھ اس سے) لڑے اور اس کا اختیار تجھ سے زیادہ قریب ہو۔

37

اُخر

اغباب الزیارۃ	کم آنا	فزر غبا	یعنی ملاقات کرگاہے گاہے
.	کم ملاقات کرنا	تزدد حبا	بڑھائیگا تو محبت کو

گاہے گاہے ملاقات کو اختیار کر کیونکہ جہاں وہ زیادہ ہوئی۔ اس نے جدائی کی طرف راستہ نکالا۔

۳۸ اخر

میں نے ایک چٹان پر ایک بچھو کو دیکھا جس نے ڈنک مارنے کو اپنی عادت بنائی تھی
میں نے اس کو کہا یہ تو چٹان ہے اور تیری طبیعت اسکی طبیعت سے بہت نرم ہے
کہا تو سچ کہتا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اسے یہ بتلاؤں کہ میں کون ہوں۔

۳۹ اخر

بلوت	آزمایا میں نے	خطوب جمع خطب	امر۔ مہم۔ حادثہ
قرون جمع قرن	صدی	معاداۃ	دشمنی
ختال	مکار۔ دغاباز	مرارۃ	تلخی
قالی	دشمن	طرّا	کل۔ جمیع۔ سب

میں نے لوگوں کو صدیوں آزمایا۔ پس بجز دغاباز اور دشمن کے اور کوئی نہ دیکھا
اور حادثوں میں لوگوں کی دشمنی سے بڑھ کر سخت اور کوئی حادثہ نہیں میں نے تمام چیزوں کی
تلخی کو چکھا پس کوئی چیز ہاتھ پھیلانے سے زیادہ تلخ نہیں۔

۴۰ اخر

طبع	اصل۔ پیدائش سرشت	لیماب	ابتلا۔ بیابان
خداع	فریب	ظلام	تاریکی
سراب	دھوکہ۔ چلبل	کحل	سرمہ

رات اور دن کی سرشت فریب پر ہے اور ان میں مکر اور حیلے (بہت سے) ہیں ہر
بیابان کا سراب اس کے خیال میں ایک خوبی ہے اور ہر تاریکی کا خوف اس کے نزدیک سرمہ ہے۔

۴۱ اخر

مھلا	ٹھیرو	سحائب جمع سحابۃ	ابر
تروح	شام کو لے جائیگا	صبابۃ	سوزش عشق۔

نے زمانے پھر جا کب تک جور و جفا کریگا۔ اور کبتک میرے دوستوں کو شام و صبح (اس عالم سے) لے جائیگا۔ (کیا) اب بھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ تو میری پریشانی پر رحم کھائے اور تیرا دل ملائم ہو جو پتھر کی طرح سخت ہے۔ تو نے میرے دوستوں کو بدحال کر دیا بسبب اسکے کہ تمام دشمنوں سے اس بات پر خوشیاں کرائے۔ کہ تو نے مجھ سے بُرائی کی۔ اور دشمن کا دل اس سے ٹھنڈا ہو گیا۔ کہ اس نے میری بیوطنی اور سوزِ دل اور بے کسی کی حالت دیکھی۔ اور اس کو یہ بھی کافی نہ ہوا۔ جو کچھ مجھ پر رنج اور دوستوں کی جُدائی اور چشم گریاں سے نازل ہوا یہاں تک کہ قید خانہ کی تنگی میں مبتلا ہوا۔ جہاں سوائے ہاتھ کاٹنے کے اور کوئی یار نہیں اور آنسو ہیں جو بادلوں کی طرح برستے ہیں اور سوزشِ شوق ہے۔ جس کی آگ بجھنے میں نہیں آتی۔ اور رنج ہے اور عشق ہے اور یاد ہے۔ اور افسوس ہے۔ اور ٹھنڈی سانس بھرتی ہے اور اگر یہ غم سے سینہ کا پھولنا ہے (مجھے) ایک شوق ہے جس کو میں برداشت کرتا ہوں۔ اور ایک غم ہے جو ہلاک کرتا ہے اور میں ایسے غم میں پڑ گیا ہوں جو مجھے اُٹھاتا اور بٹھاتا ہے۔ میں نے اپنے لئے کوئی ایسا عنایت فرما مہربان نہیں پایا۔ جو مجھ پر عیادت کی آمد و رفت سے شفقت کرے۔ کیا کوئی دوستی والا مشفق ہے جو میری بیماری اور درازی بیداری پر غم کھائے (اور) میں اس سے شکایت کروں اس چیز کی جس کو غم سے سہتا ہوں۔ اور حال یہ ہے کہ میری آنکھ بیدار رہتی ہے اور سوتی نہیں اور میری رات تکلیف میں لمبی ہوتی ہے۔ کیونکہ میں غم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جلتا ہوں۔ پس میرے آنسو میرے لئے شراب ہیں۔ اور بیڑی میرے لئے مطرب (گویا) اور فکر میرے لئے نقل اور غم میرے لئے آرام ہے۔

۶۲

آخر

یعنی اسماء	تیر کا نشانہ پر لگانا	ناعم	پریشانی
خد و رحیم خد	رخسارہ	شمد	آہستہ آہستہ۔ بوند۔ بوند
غزار	بہت زار۔ زار	ساجم	بہنے والا

زمانہ دغا کیا اور ہمیشہ سے دغا باز ہے۔ دلوں کو تیر بلا کا نشانہ بناتا ہے اور افکار
پیدا کرتا ہے اور دوستوں کو جمع کر کے جدا کر دیتا ہے (جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تو آنسوؤں کو
رخساروں پر زار زار دیکھتا ہے وہ سب تھے اور میں تھا اور تازہ نعمت کا عیش تھا۔
اور زمانہ ہماری پریشانی آہستہ آہستہ جمع کر رہا تھا۔ پس (اب) میں شب و روز تجھ پہ
افسوس کر کے لہو اور بہنے والے آنسو روتا ہوں۔

43

اخر

اگر عقلمند آدمی نے لوگوں کو چکھ کر آزمایا ہے۔ تو میں نے ان کو کھایا ہے (یعنی میں نے
زیادہ تر آزمالیا ہے) پس ان کی محبت نہ دیکھی مگر فریب اور نہ دیکھا ان کا دین مگر دغا ؛

44

اخر

تیرے زمانے میں کوئی ایسا نہیں۔ جس سے محبت کی اُمید رکھی جائے اور نہ کوئی
ایسا دوست ہے کہ جب زمانہ دغا کرے تو وہ وفا کرے پس تنہا عیش کر اور کسی کی پروا
نہ کر۔ خبردار جو کچھ میں نے تجھے کہا بطور نصیحت ہے اور کافی ہے۔

45

اخر

اگر میرا مال کم ہو جائے تو کوئی دوست ساتھ نہیں دیگا۔ اور اگر مال زیادہ ہو جائے
تو سارے آدمی میرے دوست ہیں۔ بہت سے دشمن ہیں جو مال کے باعث میرے
دوست بن گئے اور بہت سے دوست ہیں کہ مال کے چلے جانے سے دشمن ہو گئے۔

46

اخر

اپنی رائے کو دوسرے کی رائے سے قریب کر۔ (یعنی ملا) اور مشورہ لے کیوں کہ

حق بات دو پر چھپی نہیں رہتی۔ پس آدمی آئینہ ہے۔ جس کو تو اپنا منہ دکھاتا ہے اور دو آئینے جمع کرنے سے اس کی پشت بھی نظر آجاتی ہے۔

۴۷ اخر

آہستگی کر اور جو بات تو چاہتا ہے۔ اسمیں جلدی نہ کر۔ اور لوگوں پر رحم کر۔ کہ تجھے بھی کام پڑتا ہے۔ رحم والے سے (یعنی اللہ تعالیٰ سے) پس کوئی ہاتھ نہیں جس پر اللہ کا ہاتھ نہ ہو۔ اور نہ کوئی ظالم مگر کہ وہ قریب کسی ظالم کے پالے پڑے گا۔

۴۸ اخر

جب تو قدر والا ہو تو (کسی پر) ظلم نہ کر۔ درحقیقت ظالم انتقام کے کنارہ پر ہے تیری آنکھیں سو رہی ہیں۔ اور مظلوم بیدار ہے (اور) تجھے بد دعا دے رہا ہے اور خدا کی آنکھ سوتی نہیں۔

۴۹ اخر

رَجل	غم و اندوہ	سماقوا	نرمی کرو
لا تبقی علیّ	مجھ پر رحم نہیں کرتا	شرع	راستہ
لا تذر	نہیں چھوڑتا	سرامی	تیر انداز
مہجتی	میری جان	اُحاذرما	ڈرتا تھا

اے غم تو نہ رحم کرتا ہے مجھ پر اور نہ چھوڑتا ہے دیکھ میری جان مشقت اور خطرہ میں ہے اے سردارو ایک بندہ پر رحم کرو۔ جو عشق کی راہ میں ذلیل ہو گیا۔ اور (اپنی) قوم کا دولت مند تھا کہ فقیر ہو گیا۔ کیا تدبیر ہو سکتی ہے۔ تیر انداز کی۔ (ایسے موقعہ پر) کہ دشمن سامنے ہے۔ اور چاہتا تھا کہ تیر چلائے۔ جو چلہ ہی ٹوٹ گیا۔ جب جوان آدمی پر غم بہت آجائیں۔ اور اس پر ہجوم کر آئیں تو پھر قضا و قدر سے گریز کہاں اکثر میں اپنی جماعت کے تفرقہ سے ڈرتا تھا۔ لیکن جب قضاء الہٰی آتی ہے۔ تو

خدا کی مدد اور فتح آئی اور تو دیکھے کہ لوگ خدا کے دین سے فوج در فوج چلے جاتے ہیں۔
حجاج نے کہا پھٹے منہ تیرا تو یدخلون ہے یعنی داخل ہوتے جاتے ہیں لڑکے نے
کہا کہ پہلے داخل ہوتے تھے۔ مگر اب تو نکلے چلے جاتے ہیں۔ حجاج نے کہا۔ کیونکر۔ کیا
تیری بدکاری سے حجاج نے کہا۔ افسوس تو جانتا ہے کہ میں کس شخص سے مخاطب ہوں۔
کہا کہ ہاں ثقیف کے شیطان حجاج سے حجاج نے کہا۔ افسوس ہے تجھ پر اور کس نے
تیری پرورش کی۔ اس نے کہا کہ جس نے مجھے پیدا کیا۔ پھر حجاج نے کہا تیری ماں کون تھا
ہے۔ اس نے کہا جس کے پیٹ سے پیدا ہوا پوچھا کہ کہاں پیدا ہوا کہا کسی جنگل میں۔
پوچھا کہ بڑا کہاں ہوا۔ کہا کہیں بیابانوں میں۔ حجاج نے کہا افسوس ہے تجھ پر۔ تو دیوانہ
ہے تیرا علاج کروں۔ اس نے کہا کہ اگر میں دیوانہ ہوتا تو تجھ تک نہ پہنچتا اور تیرے
سامنے اس طرح کھڑا نہ ہوتا۔ جیسا کہ کوئی تیرے فضل کا امیدوار ہو یا تیرے غصہ سے
خائف ہو۔ حجاج نے کہا تو امیر المومنین کے بارے میں کیا کہتا ہے کہا کہ خدا رحمت
کرے ابو الحسن پر حجاج نے کہا میری یہ مراد نہیں۔ میری عبد الملک بن مروان سے
ہے۔ لڑکے نے کہا۔ لعنت خدا کی بدکار بدعمل پر۔ حجاج نے کہا پھٹے منہ تیرا
یہ کیوں لعنت کا مستحق ہوا۔ اس نے کہا اس نے اتنے گناہ کئے کہ زمین و آسمان
کی وسعت کو بھر دیا۔ حجاج نے کہا وہ کیسے اس نے کہا کہ تجھے رعیت پر حاکم
کر دیا تو ان کے مال کو مباح اور خون حلال سمجھتا ہے۔ حجاج اپنے مصاحبوں
کی طرف مخاطب ہوا اور کہا اس لڑکے کے بارے میں کیا صلاح دیتے ہو۔
انہوں نے کہا اس کو قتل کرنا چاہیئے کیونکہ اس نے اطاعت کو گلے سے
پھینک دیا ہے اور جماعت سے الگ ہو گیا ہے۔ لڑکے نے کہا۔ حجاج
تیرے مصاحبوں سے تو تیرے بھائی فرعون کے مصاحب اچھے تھے اس
واسطے کہ فرعون کو حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی کے واسطے رکھا۔ ارجہ واخاہ

یعنی آہستگی کر اس کے اور اس کے بھائی کے قتل میں اور یہ لوگ میرے مارنے کی صلاح دیتے ہیں خدا کی قسم جب کل خدا کے سامنے حجت ہوگی۔ وہ خدا جو کہ بادشاہ ہے جباروں کا اور رسوائی کرنے والا مغروروں کا ہے حجاج نے کہا۔ تہذیب سے گفتگو کر اور اپنی زبان بند کر تحقیق میں ڈرتا ہوں کہ تو کسی امر میں چوک نہ جائے۔ جا میں نے تیرے واسطے چار ہزار درہم کا حکم دیا ہے لڑکے نے کہا کہ مجھے اس کی کچھ ضرورت نہیں۔ خدا تیرا منہ سفید کرے اور تختا اونچا کرے۔ حجاج اپنے مصاحبوں کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا کہ تم نے سمجھا ہے۔ اس نے اپنے کلام سے کیا مراد لی ہے کہ خدا تیرا منہ سفید کرے اور تختا اونچا کرے وہ بولے امیر ہم سے اچھا جانتا ہے۔ حجاج نے کہا کہ اس نے اپنے قول سے کہ خدا تیرا منہ سفید کرے اندھا ہونا یا کوڑھ کا مرض مراد لیا ہے۔ اور اس قول سے کہ تختا اونچا ہو لٹکانا اور سولی چڑھانا مراد رکھی ہے پھر اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ جو کچھ میں نے کہا اس کو کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا کہ خدا تجھ منافق کو ہلاک کرے۔ کیا ہی سمجھا ہے۔ حجاج کے مزاج میں غصہ آگیا اور قتل کرنے کا حکم دیا۔ قاضی بھی حاضر تھا اس نے کہا کہ خدا امیر کا بھلا کرے۔ اس کو مجھے دیدو۔ حجاج نے کہا کہ تیرا مال ہے۔ خدا تیرے واسطے مبارک کرے لڑکے نے کہا میں نہیں جانتا کہ کون سا تم دونوں میں سے زیادہ احمق ہے آیا بخشنے والا۔ اس موت کا جو حاضر ہے یا بخشوانے والا موت کا جو ابھی نہیں آئی۔ قاضی نے کہا میں نے تو تجھے قتل سے بچایا تو مجھے اس کا صلہ دیتا ہے لڑکے نے کہا کہ اگر یہ سعادت مجھے حاصل ہوتو مجھے شہید ہونا منظور رہے۔ خدا کی قسم خالی ہاتھ گھر جانے سے مجھے قتل ہونا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ حجاج نے اس کے واسطے انعام کا حکم دیا۔ اور کہا کہ لڑکے ہم نے تیرے واسطے ایک لاکھ درم کا حکم دیا ہے اور تیرے لڑکپن کے اور ذہن کی صفائی کے سبب نے تیری خطا معاف کی۔ دیکھ کر حکام کے سامنے

بڑھ کر نہ چلانا چاہیئے۔ کبھی ایسے شخص سے معاملہ پڑے گا کہ وہ درگذر نہ کرے گا۔
لڑکا بولا بخشش خدا کے ہاتھ ہے نہ تیرے ہاتھ اور شکریہ خدا کیواسطے ہے نہ تیرے واسطے
خدا مجھے اور تجھے پھر اکٹھا نہ کرے پھر اٹھا اور باہر نکلا۔ غلام پکڑنے کو دوڑے حجاج نے
کہا کہ چھوڑ دو۔ خدا کی قسم میں نے اس سے زیادہ دلاور اور زبان دراز کوئی نہیں دیکھا
اور اپنی جان کی قسم میں نے ایسا آدمی اب تک نہیں پایا۔ اور اُمید ہے کہ مجھ جیسا
وہ بھی نہ پائے گا۔

حکایت ۳۸

تارِعْ	دروازہ کھٹکھٹایا	نادی	مجلس
رسالہ	پیغام	خرج مولیٰنا	بیٹھ پھر کر چلا گیا

محمد بن یزید دمشقی نے کہا کہ ایک رات مجھے معلوم ہوا کہ کوئی میرا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے
میں نے کہا تو کون ہے۔ اس نے کہا تجھے امیر یاد کرتا ہے میں نے کہا کون سا امیر اس نے
کہا کہ فضل بن یحییٰ بن خالد برمکی میں نے اوس کو کہا کہ شائد تو نے پیغام پہنچانے میں غلطی
کھائی ہے اس نے کہا کیا تو محمد بن یزید دمشقی نہیں میں نے کہا کہ ہاں درست۔ اس نے کہا
کہ بس تیرے پاس آیا ہوں۔ پس میں اپنے گھر میں گیا۔ اور باقی کپڑے جو میرے تھے
میں نے پہنے اور اس کے قدموں کے پیچھے چلا۔ یہاں تک کہ فضل کے گھر میں
پہنچ گئے۔ وہ پہلے مجھ سے داخل ہوا۔ اور کہا اس نے کہ یہاں ٹھیر۔ جب
تک کہ میں تمہارے پاس نہ آؤں ابھی تھوڑا وقت ٹھیرا تھا کہ وہ میرے پاس
آیا اور اس نے کہا کہ اے محمدؐ چل۔ میں اس کے ساتھ اندر گیا۔ تو ایک بڑے
ایوان میں پہنچ گیا۔ اور اس کے صدر میں ایک تخت ہے اور اس پر یحییٰ بن
خالد اور فضل اور جعفر اور تمام اس کی اولاد اپنے مراتب پر بیٹھے ہیں اور لوگ ان کے
سامنے ہیں اور قاضی اور منصف اور فقیہہ اور سوداگر اور اہل دولت وغیرہ سب بیٹھے ہیں

میں صفوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھا اور ان کو سلام عرض کیا اور فضل نے مجھے بھی انہیں بیٹھنے کا حکم دیا جب مجلس پُر ہو گئی مکان کا دروازہ فضل کی داہنی طرف سے کھلا اور فضل کے لڑکے کو لے آئے اور درمیان لوگوں کے رکھ دیا اور وہ ساتویں رات تھی۔ مگر مجھے کچھ خبر نہ تھی لوگوں نے پڑھنا شروع کیا اور خوشبو کی انگیٹھیاں، بدلی جاتی تھیں۔ اور خادم عنبر شمعیں ان پر لئے کھڑے تھے۔ جب لوگ ختم پڑھنے سے فارغ ہوئے۔ ہر ایک شاعر مطلع، مبارکبادی کہنے کے واسطے کھڑا ہوا اور اس کے دیکھنے کی خوشی ظاہر کی۔ جب وہ فارغ ہوئے۔ تو اشرفیاں قربان کیں کوئی شخص نہیں رہ گیا تھا۔ کہ جس نے اپنی جیبوں میں اشرفیاں بھری ہوں۔ ان میں سے میں نے بھی لیں۔ جب لوگ واپس آئے تو میں بھی واپس آگیا۔ راستہ میں مجھے فضل کا غلام ملا اور اس نے کہا۔ واپس چلو اے محمدؐ۔ پس میں اس کے ہمراہ واپس گیا۔ میں فضل کو ملا وہ اپنے باپ اور بھائیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا اے محمد بیٹھ جاؤ میں وہاں بیٹھ گیا اس نے کہا تو نے سنا ہے جو کل رات گذرا ہے قسم ہے اللہ کی ایک شعر بھی مجھے پسند نہیں آیا اور میری خواہش ہے کہ تو بھی اس بارے میں کچھ کہے میں نے کہا خدا امیر کا مددگار ہو آپکی ہیبت سے اس وقت شعر کہا نہیں جاتا۔ اس نے کہا ضرور خواہ ایک بیت ہو کیونکہ تیرا تھوڑا بھی بہت ہے۔ تھوڑی دیر فکر کیا اور اپنے سر کو اٹھایا اور کہا میرے دو بیت میرے خیال میں آئے ہیں۔ اس نے کہا کہ بیان کر اے محمد میں نے پڑھنے شروع کئے ؎ ہم آل برمک کے گھر بچہ ہونے کی خوشی کرتے ہیں سخاوت کی بخشش اور بڑائی اور جود اور فضل کے سبب سے نیکی جو اس میں ظاہر ہوتی ہے۔ وہ سب کو معلوم ہو جاتی ہے خصوصاً جبکہ فضل کے بچہ پیدا ہونے کے سبب سے ہو تو اور بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے . . . . فضل کا منہ مارے خوشی کے چمک اٹھا۔ اور اس نے کہا کہ ایسا میں کبھی خوش نہیں ہوا۔ اور اس نے مجھے دس ہزار درہم دینے کا حکم کیا اور کہا کہ اے محمد

بینائی جاتی رہتی ہے

اخر

صبر کر کہ صبر میں بہتری ہے۔ اگر تو اس کو (یعنی بہتری کو) سمجھ جائے تو دل و جان سے خوش ہو۔ اور رنج سے بیقرار نہ ہو۔ اور یہ جان لے کہ اگر تو نے بھلی مانسی سے صبر نہ کیا۔ تو بُری طرح صبر کرے گا۔ مطابق اس کے جو قلم تقدیر سے لکھا گیا ہے۔

اخر

غم اُٹھا ہے اور جمعیت پراگندہ ہے۔ اور آنسو بڑھے چلے جاتے ہیں اور دل جل رہا ہے سوزش عشق زیادہ ہوگئی۔ اس پر جس کو پہلے سے قرار نہ تھا۔ اور عشق اور شوق اور بیقراری نے اسے اور لاغر کر رکھا ہے اے پروردگا اگر اسی میں میرے لئے بھلا ہو تو جب تک جان باقی رہے تو مجھے ہی عنایت فرما۔

اخر

میں تم کو (دل کی آنکھوں سے) دور دراز شہروں سے دیکھتا ہوں (مطلب یہ کہ گو تم دور ہو۔ مگر دل سے ہر وقت یاد کرتا ہوں۔) (میرا دل) تمہیں دیکھ رہا ہے کہ تم مجھے دلوں سے دُور خیال کرتے ہو (یعنی تم مجھے کبھی یاد نہیں کرتے) میرا دل اور آنکھ تم پر افسوس کرتی ہے۔ میری جان تمہارے پاس ہے اور تمہاری یاد میرے پاس ہے اور جب تک تمہیں نہ دیکھ لوں۔ عیش کا مزہ نہیں ملتا۔ گو فردوس یا باغ بہشت میں کیوں نہ ہوں۔

اخر

اُچھلتا ہے	یں فق	دوری	طال
آرز	منیۃ	میرا سر سفید ہوگیا	شاب راسی

فراق کی دوری نے (بہت) طول پکڑا اور غم اور بے قراری زیادہ ہوئی اور میری جان آگ کے شعلہ میں جلتی ہے ۔ غم عشق میں مبتلا ہونے کے باعث میرا سر سفید ہوگیا اور آنکھوں کے آنسو (جوش مار کر) اُچھلتے ہیں ۔ اے میری آرزو اور اے انتہائے اُمید میں خالق خلق کی قسم کھا کر کہتا ہوں ۔ جس نے شاخ اور پتے سبز کئے ہیں میں نے تیرے عشق کا (بوجھ) اُٹھالیا ہے گو اور عاشق اس کی تاب نہیں رکھتے ۔ (اے میرے دوستو) رات سے ہی میری بابت دریافت کرلو ۔ اگر رات بھر میں میری پلک لگی بھی ہوگی ۔ تو وہ بتادے گی ۔

۱۱ آخر

جاتی رہی جوانی ۔ پس (اب) وہ لوٹ نہیں سکتی ۔ اور آگیا بڑھاپا پس (اب) اس سے بھاگ کر (بچ) نہیں سکتے ۔ اور روح تجھ میں امانت ہے جو تجھ میں ودیعت رکھی گئی ہے ۔ تو اس کو جلد ذلت کے ساتھ واپس کرے گا ۔ اور (زبردستی) چھین لی جائے گی ۔ اور تیری دنیا کا غرور کر تو اس کے لئے جدوجہد کرتا ہے ۔ (بمنزلہ) ایک گھر کے ہے جس کی حقیقت ایک پونجی کے (برابر) ہے جو جاتی رہیگی ۔ اور جان لے کہ رات اور دن دونوں میں ہمارے دم شمار کئے جاتے ہیں ۔ اور گنے جاتے ہیں ۔ اور تمام جو کچھ تو چھوڑ جائے گا اور جو کچھ تو جمع کرے گا ۔ یہ حق اور یقینی امر ہے کہ تیرے مرنے کے بعد لوٹ لیا جائے گا ۔ اور جھوٹے کو چھوڑ دے کہ تیرا ساتھی نہ ہو ۔ بیشک جھوٹا اس دوست کو جو اس کے ساتھ ہوتا ہے ۔ عیب لگاتا ہے ۔ وہ مکان ہلاک ہوجائے ۔ جس کی نعمت ہمیشہ نہیں اور جس کی مضبوط بنیاد عنقریب اُجڑ جائے گی دغاباز زمانہ سے بے خوف نہ رہو ۔ وہ ہمیشہ سے لوگوں کو ادب دیتا چلا آیا ہے اور انجام دونوں کے اپنی مصیبتوں میں ایسے گلوگیر ہیں ۔ کہ نجیب اور شریف آدمی ان سے ذلیل ہوجاتا ہے اور اس کی اطاعت بموجب تو عمل کر ۔ اس کی

خوشنودی حاصل کرے گا۔ بے شک اس کا مطیع اس کے نزدیک مقرب ہے صبر کر
بعض صبر میں آرام ہے اور نا اُمید ہونا اس چیز سے جو فوت ہو گئی۔ پس وہی مقصود ہے
جب تو لالچ کرے گا۔ تو ذلت کا لباس پہنا یا جائے گا۔ چنانچہ اشعب کو ذلت کا
جامہ پہنایا گیا۔ دشمن کا زمانہ پرانا کیوں نہ ہو جائے۔ کینہ سینہ میں باقی رہتا ہے
اور چھپا ہوا ہوتا ہے۔

جب دوست کو تو خوشامدی دیکھے تو (مان لے) کہ وہی دشمن ہے۔ اور اس
سے پرہیز کرنا لائق ہے۔ اور۔ (کوئی) اپنا دوست پسند کر۔ اور اس کو فخر کے لئے حسن
دوست (کے چال چلن) دوست کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ لوگوں میں دولتمند آدمی
معزز ہوتا ہے۔ اور تو دیکھتا ہے کہ (لوگ) اس سے اُمید رکھتے ہیں اور اسکی طرف
رغبت کرتے ہیں۔ اور اس نے آنے کے وقت مرحبا کہنے سے خوشی ظاہر کیجاتی ہے
اور اس کے سلام کے وقت قیام کیا جاتا ہے۔ اور قریب بٹھایا جاتا ہے۔ اور
فقیر لوگوں کے لئے ایک عیب ہے اور بے شک اس سے شریف نسب والا ذلیل
ہو جاتا ہے۔ اپنا بازو کل خوشیوں کے لئے نرمی سے جھکا دے۔ اور اگر وہ قصور کریں
تو درگذر کر۔ اور جب تو بولے تو بات کو تول لے۔ ایسا نہ ہو کہ اسکی بیہودہ گوئی ہر ایک جلسہ
میں بیان کی جائے۔ اور اپنی زبان کو محفوظ رکھ اور اس کی گویائی سے پرہیز
کر آدمی زبان کی بدولت صحیح سالم بھی رہ سکتا ہے۔ اور ہلاک بھی ہو سکتا ہے
اور بھید چھپا اور کسی پر اس کا اظہار نہ کر۔ شیشہ ٹوٹ کر جڑ نہیں سکتا۔
حریص نہ بن حرص سے رزق زائد نہیں ہوتا بلکہ حریص آدمی بدبخت اور
ہلاک ہوتا ہے لوگوں میں بہت ایسے عاجز ہیں جن کا رزق با فراغت۔
آتا ہے۔ اور دانا آدمی محروم رہتا ہے اور اُجڑ جاتا ہے۔ امانت
کی نگہداشت کر۔ اور خیانت سے بچ۔ انصاف کام میں لا۔

اور ظلم نہ کر۔ (پھر) کمائی پاک ہو گی۔ اور جب مصیبت آپڑے تو صبر کر۔ تو نے کسی کو دیکھا کہ مصیبت سے بچا ہو۔ اور گرفتار بلا نہ ہوا ہو۔ اور جب تجھ پر مصیبت ڈالی جائے یا کوئی سخت دشوار کام آپڑے تو اپنے پروردگار سے عاجزی کر۔ بے شک جو اسے پکارتا ہے وہ اس کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ جبتک تجھ میں طاقت ہو لوگوں سے الگ رہ۔ مخلوقات میں بہت لوگوں سے دوستی نہیں ہو سکتی۔ مظلوم کے تیر سے بچ۔ جس کا نشانہ ٹھیک لگتا ہے اور جان لے کہ اسکی دُعا رک نہیں سکتی۔ اور جب تو دیکھے کہ رزق ایک شہر میں کمیاب ہو گیا۔ اور اس میں راستہ کے تنگ ہونے تو خوف کرتا ہے تو تو کوچ کر جا۔ خدا کی زمین کیا طول و عرض اور کیا مشرق و مغرب میں وسیع اور فراخ ہے میں نے تجھے نصیحت کی ہے اگر تو میری نصیحت مان لیگا (تو بہتر) کیونکہ نصیحت خرید و فروخت اور بخشش کی چیزوں سے بہت ہی قیمتی ہے۔

اخر

میں مراد کو پہنچ گیا اور تکلیف دور ہو گئی۔ اے پروردگار تیرے لئے تعریف اور شکر ہے میں پیدا ہوا فقیر اور ذلیل۔ اللہ نے میری ساری مرادیں پوری کیں میں شہروں کا مالک بنا اور بندوں پر غالب آگیا۔ اے پروردگا اگر تو نہ ہوتا۔ تو میں بھی نہ ہوتا۔

اخر

اللہ کی بہت سی مہربانیاں ہیں جو پوشیدہ ہیں۔ ان کی باریکیاں تیز فہم آدمی کی سمجھ سے مخفی ہیں۔ بہت سی آسانیاں تکلیف کے بعد آتی ہیں۔ اور غمگین دل کی سوزش کو دور کر دیتی ہے۔ اور بہت سے ایسے غم ہیں۔ جن کو تو صبح کے وقت سہتا ہے اور شام کو خوشی حاصل ہو جاتی ہے۔ جب کبھی تجھ پر تنگی کے دن آئیں

توخدائے یکتا اور عالی شان پر بھروسہ کر۔

آخر

اے وہ پاک ذات تیرے ہی سے فریاد ہے۔ اور تیری ہی پناہ درکار ہے تو ہی ہر اُمید کو بہم پہنچانے والا ہے۔ تیرا دروازہ کھٹکھٹانے کے سوا میری اور کوئی تدبیر نہیں اور اگر (تیرے دروازہ سے) پھیر دیا جاؤں (یعنی تو مجھے پھیر دے) تو پھر کس کا دروازہ کھٹکھٹاؤں۔ اے وہ پاک ذات کہ تیرے فضل کے خزانے کن ہی کہنے میں ہیں۔ کرم کر کہ ساری بہتری اور سلامتی تیرے پاس ہے ؎

مطبوعہ انتظامی پریس حیدرآباد دکن

(احمد ولی الدین کا)

فہرست کتب نصاب منشی جامعہ نظامیہ ابتدائی منشی بابتہ ۱۳۵۵ف

اسماء کتب	قیمت
مکمل نصاب منشی	
سفینۂ ادب حصہ نظم و نثر	۱۲/ے
انتخاب عصر پہلوی	۱۲/
گلستان مترجم	عہ
؍؍ بلا ترجمہ	۸/عہ
وقائع عالمگیر	عہ ۸/
آخرین یادگار نادرشاہ	۱۲/
سلم الادب	۹/
معین ادب مترجم	۱۲/
مناجات	۸/
قواعد عربی	۱۰/
خلاصہ مصباح القواعد	۱۲/
تاریخ ہند نہم و دہم	عہ ۱۴/
تاریخ اسلام	للعہ ۸/
خلاصہ ؍؍	عہ ۸/
؍؍ جغرافیہ دنیا	عہ ۱۴/
؍؍ دکن	۱۲/
شہریت	۱۰/
حساب	عہ ۸/

اسماء کتب	قیمت
نصاب ابتدائی منشی	
فارسی	
آمدن	۳/
حکایات لطیف	۸/
گلدستہ دانش	۸/
پند نامہ مؤلفہ حضرت شیخ فریدالدین عطار	۸/
اردو	
کمک اردو	۱۲/
قواعد اردو محمد اسمٰعیل	۴/
جغرافیہ	
جغرافیہ دکن	۱۲/
تاریخ	
تاریخ دکن کے قصے	۸/
حساب	
حساب کے وہی قاعدے رہیں گے جو جماعت چہارم میں ہیں	۱۲/
عربی	
عربی کی پہلی	۷/

اسماء کتب	قیمت
عربی قواعد	۴/
دینیات	
دینیات جماعت ہفتم	۸/
سرکار کا دربار	۱۲/
اخلاقیات ہفتم	۱۰/
امدادی کتب برائے منشی	
ترجمہ سفینۂ ادب	۱۲/ے
اردو گلستان	عہ ۱۲/
ترجمہ سلم الادب	۸/
ترجمہ معین الادب	۱۲/
ترجمہ عصر پہلوی	۱۰/
خلاصہ ہمارا ہندوستان	۸/
؍؍ رحمت عالم	عہ
ترجمہ وقائع عالمگیر	۱۲/
قرآنی ادب	۱۲/